حافظ ابو یحییٰ نورپوری حفظہ اللہ

ہم اہل حدیث کیوں؟

حافظ ابو یحییٰ نورپوری

اہل حدیث ہی اہل حق ہیں۔لقبِ اہل حدیث گمراہی کو ہرگز قبول نہیں کرتا۔اسی لیے جوبھی گمراہ ہو جاتا ہے،وہ اہل حدیث سے نفرت کرنے لگتا ہے۔تب ہی تو ہر ظالم اور گمراہ فرقے کی کوشش ہوتی ہے کہ دنیا میں اہل حدیث کہنے،کہلوانے والا کوئی نہ ہو۔ ان کا یہ خواب نہ کبھی شرمندۂ تعبیر ہوا ،نہ ہوگا۔ إن شاء اللّٰہ!

دراصل یہ بُری خواہش کرنے والے وہ لوگ ہیں جو سلف صالحین،ائمہ دین اور محدثین کے منہج وعقیدے کے مخالف اور دشمن ہیں۔وہ ان کے عقیدہ وعمل کو مٹانے کے درپے ہیں، نیز یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ سلف صالحین کا دین ناقابل اتباع ہے۔

حالانکہ دنیا میں محدثین کرام ہی وہ لوگ تھے،جو اہل حق تھے۔یہی گروہ قرآن وسنت کو کماحقہ سمجھتا اور اس پر عمل کرتا تھا۔اسی لیے یہ طائفہ منصورہ اہل حدیث کہلایا اور ان کے نقش قدم پر چلنے والے بھی اپنے آپ کو اہل حدیث ہی کہتے ہیں۔

اہل حدیث ہی اہل حق کیوں؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ﴾ (الأعراف 7: 181)

”جو لوگ ہم نے پیدا کیے،ان میں سے ایک گروہ ایسا ہے،جو حق کی طرف راہنمائی کرتا ہے اور اسی کے مطابق عدل وانصاف کرتا ہے۔“

اس آیتِ کریمہ کا مصداق وہ اہل حق ہیں،جن کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی یہ متواتر و مشہور حدیث ہے:

«لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ حَتّٰى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ» .

''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر رہے گا اور غالب رہے گا، یہاں تک کہ (قیامت کی صورت میں) اللہ کا حکم آجائے گا۔''

(قطف الأزهار المتناثرة في الأحاديث المتواترة للسيوطي : 81، لقط اللآلي المتناثرة في الأحاديث المتواترة للزبيدي : 20، نظم المتناثر من الحديث المتواتر : 145)

اس حدیث کی تشریح میں ائمہ اہل سنت، محدثین کرام بالاتفاق فرماتے ہیں کہ اس طائفہ منصورہ سے مراد اہل حدیث ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں :

① امام اہل سنت، احمد بن حنبل رحمہ اللہ (241-164ھ) فرماتے ہیں :

إِنْ لَّمْ تَكُنْ هٰذِهِ الطَّائِفَةُ الْمَنْصُورَةُ أَصْحَابَ الْحَدِيثِ، فَلَا أَدْرِي مَنْ هُمْ .

''اگر یہ طائفہ منصورہ اہل حدیث نہیں ہیں تو میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں۔''

(معرفة علوم الحديث للحاكم، ص : 2، وسندهٗ صحيحٌ)

② امام عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ (181-118ھ) فرماتے ہیں :

هُمْ عِنْدِي أَصْحَابُ الْحَدِيثِ .

''میرے نزدیک وہ (طائفہ منصورہ) اہل حدیث ہی ہیں۔''

(شرف أصحاب الحديث للخطيب البغدادي، ص : 42، وسندهٗ صحيحٌ)

③ امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے سنا۔ انہوں نے فرمایا: میں نے امام علی بن المدینی رحمہ اللہ (234-161ھ) کو یہ فرماتے ہوئے سنا :

هُمْ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ . ''وہ (طائفہ منصورہ) اہل حدیث ہی ہیں۔''

(سنن الترمذي : 504/4، 505، ح : 2229، مطبوعة إحياء التراث العربي، بيروت)

④ امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ (206-117ھ) فرماتے ہیں :

إِنْ لَّمْ يَكُونُوا أَهْلَ الْحَدِيثِ وَالْأَثَرِ ، فَلَا أَدْرِي مَنْ هُمْ .

''اگر وہ (طائفہ منصورہ) اہل حدیث نہیں ہیں تو میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں؟''

(مسألة الاحتجاج بالشافعيّ للخطيب، ص : 33، وسندهٗ صحيحٌ)

⑤ امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (194-256ھ) فرماتے ہیں :

يَعْنِي أَهْلَ الْحَدِيثِ . ''اس سے مراد اہل حدیث ہیں۔''

(مسألة الاحتجاج بالشافعيّ، ص : 33، وسندهٗ صحيحٌ)

⑥ امام حاکم رحمہ اللہ (321-405ھ) اس بارے میں فرماتے ہیں :

وَفِي مِثْلِ هٰذَا قِيلَ : مَنْ أَمَّرَ السُّنَّةَ عَلٰى نَفْسِهٖ قَوْلًا وَّفِعْلًا نَطَقَ بِالْحَقِّ، فَلَقَدْ أَحْسَنَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ فِي تَفْسِيرِ هٰذَا الْخَبَرِ أَنَّ الطَّائِفَةَ الْمَنْصُورَةَ الَّتِي يُرْفَعُ الْخِذْلَانُ عَنْهُمْ إِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ؛ هُمْ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ، وَمَنْ أَحَقُّ بِهٰذَا التَّأْوِيلِ مِنْ قَوْمٍ سَلَكُوا مَحَجَّةَ الصَّالِحِينَ، وَاتَّبَعُوا آثَارَ السَّلَفِ مِنَ الْمَاضِينَ، وَدَحَضُوا أَهْلَ الْبِدَعِ وَالْمُخَالِفِينَ سُنَنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى آلِهٖ أَجْمَعِينَ .

''ایسے ہی لوگوں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ جو شخص اپنے نفس پر قولاً وفعلاً سنت کو لاگو کر لیتا ہے، وہ حق کے مطابق ہی بولتا ہے۔امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اس حدیث کی بہت اچھی تفسیر کی ہے کہ طائفہ منصورہ ،جن سے قیامت تک ذلت ورسوائی دور کر دی گئی ہے ،وہ اہل حدیث ہی ہیں ۔اس تفسیر کا ان لوگوں سے بڑھ کر مصداق ہو بھی کون سکتا ہے،جو نیک لوگوں کے منہج پر گامزن ہوئے،سلف صالحین کے آثار کی پیروی کی،نیز اہل بدعت اور رسولِ کریم ﷺ کی سنت کے مخالفین کو لا جواب کیا ؟''(معرفة علوم الحديث للحاكم، ص : 2)

نیز فرماتے ہیں: وَعَلٰى هٰذَا عَهِدْنَا فِي أَسْفَارِنَا وَأَوْطَانِنَا كُلَّ مَنْ يُنْسَبُ إِلٰى نَوْعٍ مِّنَ الْإِلْحَادِ وَالْبِدَعِ؛ لَا يَنْظُرُ إِلَى الطَّائِفَةِ الْمَنْصُورَةِ إِلَّا بِعَيْنِ الْحَقَارَةِ، وَيُسَمِّيهَا الْحَشَوِيَّةَ ---.

''ہم نے اپنے سفر وحضر میں اسی طرح دیکھا ہے کہ جس شخص میں کوئی گمراہی اور بدعت ہوتی ہے، وہ طائفہ منصورہ کو حقارت ہی کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان کو حشویہ (گمراہ فرقہ) کا نام دیتا ہے۔'' (معرفة علوم الحديث للحاكم، ص: 4)

⑦ امام، قوام السنہ، اسماعیل بن محمد اصفہانی (457-535ھ) فرماتے ہیں:

ذِكْرُ أَهْلِ الْحَدِيثِ، وَإِنَّهُمُ الْفِرْقَةُ الظَّاهِرَةُ عَلَى الْحَقِّ إِلٰى أَنْ تَقُومُ السَّاعَةِ.

''اہل حدیث کا بیان، وہی قیامت تک حق پر غالب رہنے والا گروہ ہے۔''

(الحجّة في بيان المحجّة: 262/1)

⑧ امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ (392-463ھ) فرماتے ہیں:

فَقَدْ جَعَلَ رَبُّ الْعَالَمِينَ الطَّائِفَةَ الْمَنْصُورَةَ حُرَّاسَ الدِّينِ، وَصَرَفَ عَنْهُمْ كَيْدَ الْمُعَانِدِينَ، لِتَمَسُّكِهِمْ بِالشَّرْعِ الْمَتِينِ، وَاقْتِفَائِهِمْ آثَارَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ، فَشَأْنُهُمْ حِفْظُ الْآثَارِ وَقَطْعُ الْمَفَاوِزِ وَالْقِفَارِ، وَرُكُوبُ الْبَرَارِيِّ وَالْبِحَارِ، فِي اقْتِبَاسِ مَا شَرَعَ الرَّسُولُ الْمُصْطَفٰى، لَا يُعَرِّجُونَ عَنْهُ إِلٰى رَأْيٍ وَّلَا هَوًى، قَبِلُوا شَرِيعَتَهٗ قَوْلًا وَّفِعْلًا، وَحَرَسُوا سُنَّتَهٗ حِفْظًا وَّنَقْلًا، حَتّٰى ثَبَّتُوا بِذٰلِكَ أَصْلَهَا، وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا، وَكَمْ مِّنْ مُّلْحِدٍ يَّرُومُ أَنْ يَّخْلِطَ بِالشَّرِيعَةِ مَا لَيْسَ مِنْهَا، وَاللّٰهُ تَعَالٰى يَذُبُّ بِأَصْحَابِ الْحَدِيثِ عَنْهَا، فَهُمُ الْحُفَّاظُ لِأَرْكَانِهَا، وَالْقَوَّامُونَ بِأَمْرِهَا وَشَأْنِهَا، إِذَا

صَدَفَ عَنِ الدِّفَاعِ عَنْهَا، فَهُمْ دُونَهَا يُنَاضِلُونَ ﴿أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (المجادلة 58 : 22).

"اللہ رب العالمین نے طائفہ منصورہ کو دین کا محافظ بنایا اور ان کو مخالفین کی سازشوں سے محفوظ کیا، کیونکہ انہوں نے شریعتِ مطہرہ کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا ہے اور صحابہ وتابعین کے آثار کی پیروی کی ہے۔وہ ہر وقت آثار کو یاد کرتے، (حدیث کے لیے) صحراؤں و بیابانوں کا سفر کرتے اور پیغمبر مصطفیٰ ﷺ کی دی ہوئی شریعت کو سمجھنے کے لیے بحر وبر میں گھستے نظر آتے ہیں۔ وہ حدیث کو چھوڑ کر کسی رائے یا خواہش کی پیروی نہیں کرتے۔ انہوں نے آپ ﷺ کی شریعت کو قولاً وفعلاً قبول کیا ہے اور آپ ﷺ کی سنت کی حفظ ونقل کے اعتبار سے حفاظت کرکے اس کی جڑ مضبوط کر دی ہے۔یہی لوگ اس کام کے لائق اور اہل تھے۔کتنے ہی ملحدین شریعت میں وہ چیزیں ملا دینا چاہتے ہیں، جو اس میں شامل نہیں ہیں، لیکن اللہ تعالیٰ اہل حدیث کے ذریعے شریعت کا دفاع کرتا ہے۔اہل حدیث ہی شریعت کے ارکان کے محافظ اور اس کی ساکھ کو مضبوط کرنے والے ہیں۔جب شریعت کے دفاع کی راہ میں رکاوٹیں حائل کی جائیں تو وہ اس کی خاطر لڑائی بھی کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا گروہ ہیں، خبردار! اللہ تعالیٰ کے گروہ (کے لوگ) ہی کامیاب ہونے والے ہیں۔"

(شرف أصحاب الحديث، ص : 39)

اہلِ حدیث کا عقیدہ و منہج :

اہل حدیث کا وہی عقیدہ و منہج ہے، جو محدثین کرام کا تھا۔ہم سرمو بھی اس سے منحرف نہیں ہیں۔اس لیے کہ ہمارے نزدیک محدثین کرام سے محبت ایمان کا حصہ ہے۔ اہل حدیث ، قرآن وحدیث، اجماعِ امت اور اجتہادِ شرعی کو حق مانتے ہیں۔ ہمارے نزدیک

قرآن وسنت کا وہی فہم معتبر ہے، جو محدثین کا اتفاقی فہم ہے۔دنیا میں محدثین سے ثابت ایک بھی اجماع ایسا نہیں، جس کے اہل حدیث منکر ہوں۔ہم دینی مسائل میں اسلافِ امت اور محدثین کرام کے اجتہادات کو مقدم رکھتے ہیں، جیسا کہ اہل حدیث کے اسلاف :

❁ امام عبدالرحمٰن بن عمرو، اوزاعی رحمہ اللہ (م: 157ھ) فرماتے ہیں :

عَلَيْكَ بِآثَارِ مَنْ سَلَفَ وَإِنْ رَّفَضَكَ النَّاسُ، وَإِيَّاكَ وَرَأْيِ الرِّجَالِ وَإِنْ زَخْرَفُوهُ بِالْقَوْلِ، فَإِنَّ الْأَمْرَ يَنْجَلِي وَأَنْتَ عَلٰى طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ .

”تو سلف (محدثین) کے آثار کو لازم پکڑ، اگرچہ لوگ تجھے چھوڑ دیں۔تو (بدعتی) لوگوں کی آرا سے بچ، اگرچہ وہ ان کو مزین کر کے پیش کریں، کیونکہ بلاشبہ ایسا کرنے سے تیرا معاملہ صاف ہو جائے گا اور تو صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جائے گا۔“

(شرف أصحاب الحديث للخطيب : 6، الشريعة للآجري : 127، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ امام ابوزرعہ رازی (200-264ھ) اور امام ابوحاتم رازی (240-327ھ) رحمہما اللہ فرماتے ہیں : ”نیز ہم اہل سنت والجماعت کی اتباع کرتے ہیں، شذوذ، اختلاف اور تفرقہ بازی سے اجتناب کرتے ہیں۔۔۔“ (كتاب أصل السنّة واعتقاد الدين)

❁ علامہ ابوالمظفر سمعانی رحمہ اللہ (426-489ھ) فرماتے ہیں :

وَشِعَارُ أَهْلِ السُّنَّةِ اتِّبَاعُهُمُ السَّلَفَ الصَّالِحَ، وَتَرْكُهُمْ كُلَّ مَا هُوَ مُبْتَدَعٌ مُّحْدَثٌ . ”اہل سنت (اہل حدیث) کا شعار سلف صالحین کی پیروی کرنا اور ہر بدعت کو چھوڑ دینا ہے۔“ (الحجّة في بيان المحجّة للاصبهاني : 395/1)

سوال یہ ہے کہ اگر محدثین کرام کا منہج وعقیدہ درست تھا اور وہ اہل حق تھے تو ان کے ہم عقیدہ وہم منہج اہل حق کیوں نہیں؟

اعتراضات کا منصفانہ تجزیہ

اہل حدیث لقب پر مختلف قسم کے لوگ کئی قسم کے اعتراضات کرتے ہیں،آیئے اختصار کے ساتھ ان سب کا جائزہ لیتے ہیں:

① ہمارا نام صرف مسلمان!

بعض لوگوں کو لفظ اسلام اور مسلم کا ہیضہ ہو گیا ہے۔یہ لوگ کسی کافر و مشرک اور بدعتی سے اتنی نفرت نہیں کرتے،جتنی اہل حدیث سے روا رکھتے ہیں۔انہوں نے مسلمانوں کو کافر بنانے کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔ان کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام صرف مسلمان رکھا ہے۔جو کوئی اپنے آپ کو اہل سنت یا اہل حدیث کہتا ہے،وہ کافر و مشرک ہو جاتا ہے۔اس بات سے کسی مسلمان کو انکار نہیں کہ اللہ نے ہمارا نام مسلمان رکھا ہے اور ہم مسلمان ہی ہیں،لیکن اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی یہ نہیں فرمایا کہ تمہارا نام صرف مسلمان ہے۔اس سلسلے میں جو آیتِ کریمہ پیش کی جاتی ہے،وہ یہ ہے:

﴿هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هٰذَا﴾ (الحجّ 22 : 78)

”اس (اللہ) نے تمہارا نام مسلمان رکھا،اس سے پہلے بھی اور اس (قرآن) میں بھی۔“

اس آیت میں کوئی کلمہ حصر استعمال نہیں کیا گیا،جس سے یہ ثابت ہو کہ ہمارا نام صرف مسلمان ہے یا اللہ نے ہمارا نام صرف مسلمان رکھا ہے،اس کے علاوہ کوئی نام رکھنا جائز ہی نہیں رہا اور جو اپنا کوئی اور نام رکھ لے گا،وہ مسلمان ہی نہیں رہے گا۔

خود اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے مسلمانوں کے اور بھی نام رکھے ہیں،جیسا کہ:

سیدنا حارث اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«فَادْعُوا بِدَعْوَى اللّٰهِ الَّذِي سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ، الْمُؤْمِنِينَ، عِبَادَ اللّٰهِ».

”تم اللہ کی پکار کے ساتھ پکارو، جس نے تمہارا نام مسلمان، مؤمن اور عباد اللہ رکھا ہے۔“

(سنن الترمذي : 2863، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ہمارے تین نام رکھے ہیں؛ مسلمان، مؤمن اور عباد اللہ۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ جو مؤمن کے سوا اپنا کوئی نام رکھ لے گا، وہ مؤمن نہیں رہے گا اور جو عبد اللہ کے علاوہ اپنا کوئی نام رکھ لے، وہ اللہ کا بندہ نہیں رہے گا اور جو ان تینوں میں سے کسی نام کو چھوڑے گا، وہ دائرۂ اسلام و ایمان سے خارج ہو جائے گا؟

ہمارا ایسے لوگوں سے سوال ہے کہ اللہ نے جب مؤمن اور عباد اللہ نام بھی رکھا ہے تو آپ لوگ مؤمن اور عباد اللہ کے نام کیوں نہیں رکھتے؟

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے دورِ نبوت کے مسلمانوں کے دو نام ”مہاجرین“ اور ”انصار“ بھی ذکر کیے، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْاَنْصَارِ﴾ (التوبة 9 : 117)

”یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر اور مہاجرین و انصار پر مہربانی فرمائی۔“

نبی اکرم ﷺ نے بھی جس طرح مسلمانوں کو [يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ] (اے مسلمانوں کی جماعت!) کہہ کر پکارا (صحيح البخاري : 4141، صحيح مسلم : 2770)، اسی طرح ان کو [يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِينَ] (اے مہاجرین کی جماعت!) (صحيح البخاري : 6830) اور [يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ] (اے انصار کی جماعت!) (صحيح البخاري : 4330، صحيح مسلم : 1059) کہہ کر بھی یاد فرمایا۔

نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کو کئی اور ناموں سے بھی پکارا اور یاد فرمایا، لیکن ہم نے خصوصاً مہاجرین اور انصار کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ اسلام کے بعض ٹھیکیداروں کو جب یہ کہا جاتا ہے کہ اگر اللہ نے تمہارا نام صرف مسلمان رکھا ہے تو تمہارا نام مسعود، حنیف، شمیم وغیرہ

کیوں ہے؟ تو وہ یہ جواب دے کر بات ٹالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ پابندی صرف مذہبی نام پر ہے،یعنی مسلم کے سوا کوئی مذہبی نام نہیں رکھا جا سکتا،مثلاً اہل سنت اور اہل حدیث وغیرہ مذہبی نام ہیں،یہ نام ناجائز ہیں،ان کی وجہ سے مسلمان مشرک اور فرقہ پرست بن جاتا ہے۔

حالانکہ اہل سنت اور اہل حدیث دونوں اسی طرح کے مذہبی نام ہیں،جس طرح کے مذہبی نام مہاجرین اور انصار ہیں۔مہاجرین کو ہجرت جیسے مذہبی فریضے کی بجا آوری پر مہاجرین کا نام دیا گیا اور ان بے یارومددگار مہاجرین کی نصرت جیسے دینی کارنامے کی بنا پر مدینہ کے مسلمانوں کو انصار کا نام دیا گیا۔جب کسی مذہبی کارنامے کی بنا پر کوئی نام جائز ہے تو قرآن و سنت پر عمل جیسے مذہبی کارنامے کی بنا پر اہل سنت یا اہل حدیث کہلوانا کیونکر شرک وکفر بن گیا؟

اگر اب بھی کسی کی سمجھ میں بات نہیں آئی تو ہم ایک اور طرح سے سمجھائے دیتے ہیں۔اسلام اور مسلمان کوئی نئی اصطلاح نہیں، بلکہ پہلی امتوں میں بھی دین اسلام ہی تھا، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ﴾ (آل عمران 3 : 19)

”بیشک دین اللہ کے ہاں اسلام ہی ہے۔“

اسی لیے سیدنا ابراہیم اور سیدنا یعقوب علیہما السلام نے اپنے بیٹوں کو وصیت فرمائی تھی:

﴿اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾

(البقرۃ 2 : 132)

”اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے دین (اسلام) پسند کیا ہے،لہٰذا تم نہ مرنا مگر اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو۔“

سیدنا سلیمان علیہ السلام نے بلقیس اور اس کی رعایا کو خط لکھا تھا:

﴿اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ﴾ (النمل 27 : 31)

”میرے خلاف سرکشی نہ کرو اور مسلمان ہو کر میرے پاس آ جاؤ۔“

یعنی پہلے انبیا کا دین بھی اسلام ہی تھا اور پہلی امتوں کو بھی مسلمان ہی ہونے کا حکم تھا، لیکن اس کے باوجود اپنے انبیا کے پیروکار یہودی کہلاتے تھے یا نصرانی، اگر وہ اہل توحید تھے، تو جنت میں جائیں گے، جیسا کہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالنَّصَارٰى وَالصَّابِئِيْنَ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ أَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾ (البقرة 2 : 62)

”بلاشبہ جو لوگ (محمد ﷺ پر) ایمان لائے اور جو یہودی، نصرانی اور صابی (آبا و اجداد کا دین چھوڑ کر نیا دین قبول کرنے والے) بنے، ان میں سے جو لوگ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے تھے اور نیک عمل کرتے تھے، ان کے لیے ان کے ربّ کے ہاں اجر ہے اور ان پر نہ کوئی خوف ہو گا، نہ وہ غمگین ہوں گے۔“

یعنی یہود و نصاریٰ کہلانے والے مؤمنوں کو بھی جنت کی بشارت سنائی گئی ہے۔

اسی طرح کچھ لوگ پیغمبر آخر الزمان ﷺ کی بعثت سے پہلے دورِ جاہلیت میں بھی اہل توحید تھے، جنھوں نے بت پرستی چھوڑ کر توحید کو اپنا لیا تھا۔ ان کا دین نصرانیت تھا۔ مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ ایسے لوگ جنتی ہیں۔ ورقہ بن نوفل سے کون واقف نہیں؟ یہ انہی لوگوں میں سے تھے۔ ذرا ان کا تعارف سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ الْعِبْرَانِيَّ، فَيَكْتُبُ مِنَ الْإِنْجِيلِ بِالْعِبْرَانِيَّةِ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَكْتُبَ.

”ورقہ بن نوفل دورِ جاہلیت میں بت پرستی چھوڑ کر نصرانی ہوئے تھے، وہ عبرانی زبان

لکھنا جانتے تھے، چنانچہ جس قدر انہیں توفیق ملتی عبرانی زبان میں انجیل لکھتے رہتے۔''

(صحیح البخاري : 3، صحیح مسلم : 160)

یعنی موحّد ہونے کے ساتھ ساتھ ورقہ بن نوفل کا مذہب نصرانیت تھا۔

نصرانیت کی وجہ تسمیہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔امام قتادہ تابعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

تُسُمُّوا بِقَرْيَةٍ يُّقَالُ لَهَا نَاصِرَةً، كَانَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَنْزِلُهَا .

''ان کا یہ نام ایک بستی [ناصرہ] کی بنا پر پڑا جس میں عیسیٰ بن مریم علیہما السلام تشریف لایا کرتے تھے۔''(تفسیر الطبري : 145/2، وسندہٗ صحیحٌ)

یعنی پہلی امتوں کو بھی مسلمان ہونے کا حکم تھا اور ان سے بھی صرف دین اسلام ہی کا مطالبہ تھا۔پہلے انبیا نے اسلام ہی کی دعوت دی اور انبیائے کرام کے پیروکار مسلمان ہی تھے،لیکن مسلمان ہونے کے ساتھ کوئی اہل توحید یہودی یا نصرانی بھی کہلایا،تو اللہ کی جنت کا وارث قرار پایا۔اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان ہوتے ہوئے کوئی ایسا دینی، مذہبی، تنظیمی وتحریکی اور مسلکی نام کفر وشرک نہیں ہوتا،جس میں کوئی شرعی قباحت نہ ہو۔

اصل بات تو عقیدہ و منہج کی ہے۔اگر عقیدہ و منہج سلامت نہیں،تو لاکھ دفعہ مسلمان کہلائے اور کروڑ دفعہ اسلام کا دعویٰ کرے،نجات ممکن نہیں اور اگر عقیدہ و منہج درست ہے تو مسلمان ہونے کے ساتھ مہاجر کہلائے یا انصاری،اہل سنت کہلائے یا اہل حدیث،نجات سے کوئی چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی۔

نصرانیت ایک مذہبی نام تھا،جو ایک بستی کی بنا پر پڑا تھا۔ جب مسلمان ہوتے ہوئے ایک بستی کی طرف منسوب مذہبی نام ورقہ بن نوفل کی نجات میں رکاوٹ نہیں بن سکا،تو قرآن وسنت کی طرف منسوب نام ہم اہل توحید کے لیے کفر وشرک کیسے بن گیا؟

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ کسی کفریہ وشرکیہ اور باطل عقیدہ و منہج کی طرف نسبت

کرنے کے لیے رکھے جانے والے جماعتی نام اپنے منسوب الیہ عقیدہ و منہج کی بنا پر ناجائز ہیں، اس لیے نہیں کہ مسلمان ہوتے ہوئے کوئی دوسرا جماعتی نام نہیں رکھا جا سکتا۔

۲ اہل حدیث تو محدثین تھے!

اس سلسلے میں بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اہل حدیث صرف محدثین تھے۔ان کے بعد کوئی اہل حدیث نہیں ہوسکتا۔دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ ان کے خیال کے مطابق محدثین کرام کو ماننے والا دنیا میں کوئی رہا ہے نہ ان کے عقیدہ و عمل کو کسی نے سمجھا اور اپنایا ہے اور محدثین کرام سے محبت کرنے والا کوئی دنیا میں تھا، نہ ہے، نیز ان کے منہج کی دعوت دینے والا کوئی تھا، نہ ہے۔اگر خدانخواستہ واقعی ایسا ہو جائے، تو اہل باطل کی دلی مراد پوری ہو جائے، گمراہ فرقوں کو پنپنے کا موقع مل جائے اور دینِ محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے دشمنوں کا کلیجہ ٹھنڈا ہو جائے۔

حالانکہ کبھی کسی نے یہ نہیں کہا کہ ہندوستان کے شہر دیوبند میں ''دارالعلوم دیوبند'' قائم کرنے والے ہی دیوبندی تھے، ان کے بعد کوئی دیوبندی نہیں ہوسکتا اور ہندوستان کے شہر ''بریلی'' کے باشندے، جناب احمد رضا خان ہی بریلوی تھے، ان کے بعد کوئی بریلوی نہیں ہو سکتا۔ اہل حدیث کے بدخواہوں کی طرف سے کبھی یہ سوال نہیں کیا گیا کہ پاکستان اور دیگر ممالک کے باشندے ہندوستان کے شہر دیوبند اور بریلی کی طرف کیسے منسوب ہو گئے؟

جن لوگوں نے دیوبند میں 1866ء کو قائم ہونے والے ''دارالعلوم'' کا دیا ہوا طریقہ کار اختیار کیا، وہ دنیا کے کسی بھی خطے میں اور کسی بھی وقت دیوبندی کہلا سکتے ہیں اور جنہوں نے بریلی کے باشندے جناب احمد رضا خان (1865-1921ء) کا دیا ہوا دین اپنایا، وہ دنیا کے کسی بھی خطے میں اور کسی بھی وقت بریلوی کہلا سکتے ہیں، تو جن خوش نصیبوں نے اسلام کے دورِ اوّل میں صحابہ کرام سے لے کر تدوین حدیث تک کے، حدیث پڑھنے پڑھانے والے، محدثین کرام کا منہج اختیار کیا، وہ اہل حدیث کیوں نہیں کہلا سکتے؟

دراصل اہل حدیث کی دوقسمیں ہیں؛ ایک قسم ان محدثین کرام پر مشتمل ہے،جنہوں نے حدیث کو روایت کیا،جمع کیااوراس کے معنیٰ ومفہوم کو بجا طور پر سمجھا۔دوسری قسم ان لوگوں کی ہے،جنہوں نے محدثین کرام کے فہم دین کو لیا،شریعت کے متعلق محدثین کرام کی تعبیرات کو کافی جانا اور ہر دور میں انہی کے عقیدہ ومنہج اور عمل کو اپنایا۔

شیخ الاسلام،تقی الدین،احمد بن عبدالحلیم بن تیمیہ رحمہ اللہ (661-728ھ) فرماتے ہیں:

وَنَحْنُ لَا نَعْنِي بِأَهْلِ الْحَدِيثِ الْمُقْتَصِرِينَ عَلٰى سَمَاعِهٖ، أَوْ كِتَابَتِهٖ، أَوْ رِوَايَتِهٖ، بَلْ نَعْنِي بِهِمْ كُلَّ مَنْ كَانَ أَحَقَّ بِحِفْظِهٖ، وَمَعْرِفَتِهٖ، وَفَهْمِهٖ ظَاهِرًا وَّبَاطِنًا، وَاتِّبَاعِهٖ بَاطِنًا وَّظَاهِرًا، وَكَذٰلِكَ أَهْلُ الْقُرْآنِ، وَأَدْنٰى خَصْلَةٍ فِي هٰؤُلَاءِ مَحَبَّةُ الْقُرْآنِ وَالْحَدِيثِ، وَالْبَحْثُ عَنْهُمَا وَعَنْ مَّعَانِيهِمَا، وَالْعَمَلُ بِمَا عَلِمُوهُ مِنْ مُّوجِبِهِمَا .

''اہل حدیث سے ہماری مراد صرف وہ لوگ نہیں،جو حدیث سننے،لکھنے یاروایت کرنے پر اکتفا کرتے ہیں،بلکہ ہمارے نزدیک ہر وہ شخص اہل حدیث ہے،جو حدیث کو یاد کرتا ہو،اس کی معرفت رکھتا ہو،ظاہری و باطنی طور پر حدیث کو سمجھتا اور اس پر عمل کرتا ہو۔ اسی طرح قرآنِ کریم کو یاد کرنے،سمجھنے اوراس پرعمل کرنے والے بھی اہل حدیث ہیں۔اہل حدیث کی کم سے کم خوبی یہ ہے کہ وہ قرآن و حدیث سے محبت رکھتے ہیں،ان کی نصوص اور معانی کی جستجو میں رہتے ہیں اوران کی جو تعلیمات معلوم ہو جائیں،ان پر عمل کرتے ہیں۔''

(مجموع الفتاویٰ : 95/4)

یعنی جس طرح قرآن وسنت کو یاد کرنے،سمجھنے اورآگے بیان کرنے والے محدثین کرام اہل حدیث تھے،اسی طرح ان سے قرآن وسنت کوسن کرعمل کرنے والےبھی اہل حدیث ہیں۔

قابل غور بات تو یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کی فقہی خدمات کو یادکرنے،نقل کرنے اورامام

صاحب کے اقوال میں سے صحیح و غلط کی تمیز کرنے والے ائمہ احناف بھی حنفی تھے اور ان کے بعد میں آنے والے فقہ حنفی کے ایسے اَن پڑھ پیروکار بھی حنفی کہلائے ،جن کو فقہ کی تعریف تک نہیں آتی۔اگر یہ طرزِ عمل درست تھا تو یہ کیسے غلط ہو گیا کہ قرآن وسنت کو یاد کرنے ، سمجھنے، نقل کرنے اور صحیح وضعیف احادیث میں تمیز کرنے والے محدثین بھی اہل حدیث ہوں اور بعد میں قیامت تک آنے والے وہ لوگ بھی اپنے آپ کو اہل حدیث کہلائیں جو محدثین سے قرآن و سنت کا علم لے کر اس کے مطابق اپنی زندگی بسر کرتے ہوں؟

③ اہل سنت ہونا چاہیے ،اہل حدیث نہیں!

بعض لوگ تو ایسے عقل کے دشمن ہیں کہ لقب اہل سنت پر انہیں کوئی اعتراض نہیں، بلکہ وہ اپنے تئیں اہل سنت کہلاتے بھی ہیں،لیکن لقب اہل حدیث سے انہیں خاص قسم کی دشمنی ہے،حالانکہ ان دونوں القاب میں کوئی خاص فرق نہیں،اگر سنت اور حدیث میں فرق کرنے کی کوشش کی جائے تو نتیجہ یہی نکلے گا کہ حدیث،سنت سے زیادہ جامع لفظ ہے، کیونکہ حدیث کا اطلاق قرآن (الکھف 18 : 6، الزمر 39 : 23، القلم 68 : 44) پر بھی ہوا ہے اور اسوۂ رسول پر بھی،جبکہ سنت کے لفظ کا قرآنِ کریم پر کبھی اطلاق نہیں ہوا،اس کا اطلاق صرف اسوۂ رسول پر ہوتا ہے۔یوں اہل حدیث کا معنیٰ ہو گا : ایسے لوگ جو قرآن اور اسوۂ رسول کو اپنا دستورِ زندگی سمجھتے ہیں اور اہل سنت کا معنیٰ ہو گا : ایسے لوگ جو اسوۂ رسول کو اپنا ضابطہ حیات قرار دیتے ہیں۔

یہ فرق صرف ان لوگوں کو سمجھانے کے لیے بیان کیا گیا ہے،جو اہل سنت کے نام کو تسلیم کرتے ہیں اور اہل حدیث کے نام سے چڑتے ہیں،ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اہل سنت اور اہل حدیث دونوں ایک ہی گروہ کے دو نام ہیں۔جب اہل اسلام نے اسلام کے نام لیوا دشمنانِ اسلام روافض سے جداگانہ تشخص اختیار کرنا چاہا تو اپنے آپ کو اتفاقی طور پر اہل

سنت کہا اور جب اہل سنت نے اپنے آپ کو اہل سنت کہنے والے اہل بدعت سے جداگانہ تشخص بنانا چاہا تو اتفاقی طور پر اپنے آپ کو اہل حدیث کہا۔حقیقت میں اہل سنت و اہل حدیث ایک ہی گروہ اور ایک ہی جماعت ہے،جیسا کہ:

امام اندلس،حافظ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (368-463ھ)فرماتے ہیں:

وَأَمَّا قَوْلُهُ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ لِلْجَارِيَةِ : «أَيْنَ اللّٰهُ ؟» فَعَلٰى ذٰلِكَ جَمَاعَةُ أَهْلِ السُّنَّةِ، وَهُمْ أَهْلُ الْحَدِيثِ .

''اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لونڈی سے سوال کرنا کہ اللہ کہاں ہے؟(اور اس کا جواب کہ وہ آسمانوں کے اوپر ہے)،اسی کے مطابق اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے اور اہل سنت والجماعت اہل حدیث ہی ہیں۔''(الاستذکار : 337/7)

نیز فرماتے ہیں: وَيَحْتَجُّ بِهٖ أَهْلُ الْحَدِيثِ وَالْفِقْهِ، وَهُمْ أَهْلُ السُّنَّةِ .

''اس حدیث سے اہل حدیث وفقہ دلیل لیتے ہیں اور یہی لوگ اہل سنت ہیں۔''

(الاستذکار : 258/8)

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ (471-561ھ)فرماتے ہیں:

إِنَّ أَهْلَ السُّنَّةِ لَا اسْمَ لَهُمْ إِلَّا اسْمٌ وَّاحِدٌ، وَهُوَ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ .

''بلاشبہ اہل سنت کا ایک ہی نام ہے اور وہ اہل حدیث ہے۔''

(الغنيّة لطالبي طريق الحقّ :71/1، طبعة دار المعرفة، بيروت)

معلوم ہوا کہ اہل سنت اور اہل حدیث ایک ہی جماعت کے دو نام ہیں۔محدثین کرام ایک ہی وقت میں اہل سنت اور اہل حدیث کہتے،کہلاتے تھے،آج بھی اہل سنت اپنے آپ کو اہل حدیث کہلائیں تو اس میں آخر مضائقہ کیا ہے؟

اس بات کو مثال سے یوں سمجھیں کہ پاکستان میں رہنے والے سارے لوگ ہی پاکستانی

ہیں، لیکن جب لاہور میں رہنے والا کوئی پاکستانی، پشاور میں رہنے والے پاکستانی سے ملتا ہے تو ایک کی شناخت لاہوری اور دوسرے کی پشاوری ہوتی ہے۔کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ایک پاکستانی اپنے آپ کو لاہوری تو کہہ سکتا ہے، پشاوری نہیں کہہ سکتا؟ جب یہ درست نہیں تو یہ کہنا کیسے مناسب ہے کہ مسلمان روافض کے مقابلے میں اہل سنت کہلا سکتے ہیں، لیکن اہل بدعت کے مقابلے میں اہل حدیث نہیں کہلا سکتے؟

ہاں، اگر کوئی شخص یا گروہ اہل سنت و اہل حدیث کے منہج و عمل کا مخالف ہے، تو اسے بجا طور پر پوچھا جا سکتا ہے کہ آپ اہل سنت و اہل حدیث کے منہج کی مخالفت کرتے ہوئے اپنے آپ کو اہل سنت یا اہل حدیث کیوں کہہ رہے ہیں؟

❀ اصلی اہل سنت کون؟

اصطلاحِ اہل سنت کا اطلاق دو طرح سے ہوتا ہے؛ ایک عام اور دوسرے خاص۔ عام اطلاق شیعہ کے مقابلے میں ہوتا ہے، یعنی شیعہ کے علاوہ ہر وہ فرقہ جو اسلام کی طرف منسوب ہو، اہل سنت کہلاتا ہے، جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

فَلَفْظُ أَهْلِ السُّنَّةِ يُرَادُ بِهِ مَنْ أَثْبَتَ خِلَافَةَ الْخُلَفَاءِ الثَّلَاثَةِ، فَيَدْخُلُ فِي ذٰلِكَ جَمِيعُ الطَّوَائِفِ إِلَّا الرَّافِضَةَ.

''لفظِ اہل سنت سے مراد وہ لوگ ہیں، جو خلفائے ثلاثہ (سیدنا ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم) کی خلافت کو حق سمجھتے ہیں۔اس میں سوائے روافض کے تمام اسلامی گروہ شامل ہیں۔''

(منهاج السنة النبويّة في نقض كلام الشيعة القدريّة: 221/2)

جبکہ اہل سنت کا خاص اطلاق تمام اہل بدعت و ضلالت، مثلاً شیعہ، خوارج، جہمیہ، معتزلہ، مرجیہ، اشاعرہ وغیرہ کے مقابلے میں ہوتا ہے اور اس خاص اطلاق کے مطابق اہل سنت سے مراد صرف وہ فرقہ ناجیہ اور طائفہ منصورہ ہے، جو ہر قسم کی گمراہی سے پاک ہے اور جسے محدثین

کرام کے بقول اہل حدیث کہا جاتا ہے،جیسا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ہی فرماتے ہیں :

وَقَدْ يُرَادُ بِهٖ أَهْلُ الْحَدِيثِ وَالسُّنَّةِ الْمَحْضَةِ، فَلَا يَدْخُلُ فِيهِ إِلَّا مَنْ يُّثْبِتُ الصِّفَاتِ لِلّٰهِ تَعَالٰى، وَيَقُولُ : إِنَّ الْقُرْآنَ غَيْرُ مَخْلُوقٍ، وَإِنَّ اللّٰهَ يُرٰى فِي الْآخِرَةِ، وَيُثْبِتُ الْقَدْرَ، وَغَيْرَ ذٰلِكَ مِنَ الْأُصُولِ الْمَعْرُوفَةِ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَالسُّنَّةِ.

''کبھی لفظِ اہل سنت سے مراد اہل حدیث ہوتے ہیں،جو اصلی اہل سنت ہیں۔ایسی صورت میں اہل سنت میں صرف وہ لوگ شامل ہوں گے،جو تمام صفاتِ باری تعالیٰ کا اثبات کرتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قرآنِ کریم مخلوق نہیں،اللہ تعالیٰ قیامت کے دن (مؤمنوں کو)اپنا دیدار کرائے گا،نیز وہ تقدیر اور اہل حدیث و اہل سنت کے ہاں معروف دیگر اصولِ دین پر ایمان لاتے ہوں۔''(منهاج السنّة النبويّة : 221/2)

اس بنا پر اہل سنت کا لقب اپنانا اہل حدیث کے علاوہ کسی کے لیے جائز نہیں۔احناف مقلدین عقائد کے باب میں صرف سات صفاتِ باری تعالیٰ (سمع،بصر،علم،کلام،قدرت، ارادہ،حیات) کا اثبات کرتے ہیں،باقی سب میں اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے خلاف تاویل کرتے ہیں،جبکہ اہل حدیث ہر دور میں اللہ رب العزت کی تمام صفات کو بغیر تمثیل و تکییف اور تحریف و تاویل کے تسلیم کرتے رہے ہیں۔اہل حدیث کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر وہ صفت جو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے لیے ثابت کر دی ہے یا اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی ہمیں بتا دی ہے،وہ جیسے اللہ تعالیٰ کے لائق و مناسب ہے اور جیسے اس کے شایانِ شان ہے،اس پر ایمان لانا واجب ہے۔

ہم یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ جو لوگ عقیدۂ توحید،یعنی اسماء و صفات میں سلف صالحین کے مخالف ہوں،کیا وہ حقیقی سنی ہو سکتے ہیں اور کیا ان کے لیے اہل سنت کہلانا

روا ہے؟ الحمد للہ! ہم اہل حدیث، سلف صالحین کے منہج وعقیدہ سے سرِ مُو بھی منحرف نہیں۔ جو لوگ سلف کے عقیدے کے مخالف ہوں، ہم ان کے مخالف ہیں۔ اہل حدیث دراصل سلف صالحین ومحدثین کرام کی یادگار ہیں اور سلف جن کو اہل بدعت اور اہل کلام کہہ کر پکارتے تھے، ان میں سے اکثر گروہ آج اہل سنت ہونے کے دعویدار ہیں۔ جو لوگ ہر دور میں محدثین کرام کے دشمن اور مخالف رہے ہیں، ان کو اہل سنت کہلوانے کا کیا حق ہے؟

اہل سنت والجماعت سے مراد وہ جماعت ہے جو سلف صالحین کے منہج وعقیدہ کی پابند ہو اور ان کے اجماع کو شرعی حجت مانتی ہو۔ اہل بدعت وتقلید کبھی ائمہ سلف کے عقیدہ ومنہج پر کاربند نہیں ہو سکتے، نہ ہی وہ ان کے اجماع کو شرعی حجت تسلیم کر سکتے ہیں۔ ایسے اہل بدعت وضلالت کو ہرگز ہرگز اہل سنت والجماعت کا لیبل استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

ایسے لوگوں کے بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (661-728ھ) فرماتے ہیں :

فَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ يُخْبِرُ عَنْ هٰذِهِ الْفِرَقِ بِحُكْمِ الظَّنِّ وَالْهَوٰى، فَيَجْعَلُ طَائِفَتَهٗ وَالْمُنْتَسِبَةَ إِلٰى مَتْبُوعِهِ الْمُوَالِيَةَ لَهٗ هُمْ أَهْلَ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، وَيَجْعَلُ مَنْ خَالَفَهَا أَهْلَ الْبِدَعِ، وَهٰذَا ضَلَالٌ مُّبِينٌ، فَإِنَّ أَهْلَ الْحَقِّ وَالسُّنَّةِ لَا يَكُونُ مَتْبُوعُهُمْ إِلَّا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي لَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى، إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى، فَهُوَ الَّذِي يَجِبُ تَصْدِيقُهٗ فِي كُلِّ مَا أَخْبَرَ، وَطَاعَتُهٗ فِي كُلِّ مَا أَمَرَ، وَلَيْسَتْ هٰذِهِ الْمَنْزِلَةُ لِغَيْرِهٖ مِنَ الْأَئِمَّةِ، بَلْ كُلُّ أَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ يُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهٖ وَيُتْرَكُ، إِلَّا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَنْ جَعَلَ شَخْصًا مِّنَ الْأَشْخَاصِ غَيْرَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؛

مَنْ أَحَبَّهُ وَوَافَقَهُ كَانَ مِنْ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، وَمَنْ خَالَفَهُ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْبِدْعَةِ وَالْفُرْقَةِ ـ كَمَا يُوجَدُ ذٰلِكَ فِي الطَّوَائِفِ مِنْ أَتْبَاعِ أَئِمَّةٍ فِي الْكَلَامِ فِي الدِّينِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ ـ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْبِدَعِ وَالضَّلَالِ وَالتَّفَرُّقِ، وَبِهٰذَا يَتَبَيَّنُ أَنَّ أَحَقَّ النَّاسِ بِأَنْ تَكُونَ هِيَ الْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ أَهْلُ الْحَدِيثِ وَالسُّنَّةِ؛ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ مَتْبُوعٌ يَتَعَصَّبُونَ لَهُ إِلَّا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُمْ أَعْلَمُ النَّاسِ بِأَقْوَالِهِ وَأَحْوَالِهِ، وَأَعْظَمُهُمْ تَمْيِيزًا بَيْنَ صَحِيحِهَا وَسَقِيمِهَا، وَأَئِمَّتُهُمْ فُقَهَاءُ فِيهَا وَأَهْلُ مَعْرِفَةٍ بِمَعَانِيهَا، وَاتِّبَاعًا لَّهَا تَصْدِيقًا وَّعَمَلًا وَحُبًّا، وَّمُوَالَاةً لِّمَنْ وَّالَاهَا وَمُعَادَاةً لِّمَنْ عَادَاهَا، الَّذِينَ يَرُدُّونَ الْمَقَالَاتِ الْمُجْمَلَةَ إِلٰى مَا جَاءَ بِهِ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ، فَلَا يَنْصِبُونَ مَقَالَةً وَّيَجْعَلُونَهَا مِنْ أُصُولِ دِينِهِمْ وَجُمَلِ كَلَامِهِمْ إِنْ لَّمْ تَكُنْ ثَابِتَةً فِيمَا جَاءَ بِهِ الرَّسُولُ بَلْ يَجْعَلُونَ مَا بُعِثَ بِهِ الرَّسُولُ مِنَ الْكِتَابِ وَالْحِكْمَةِ، هُوَ الْأَصْلَ الَّذِي يَعْتَقِدُونَهُ وَيَعْتَمِدُونَهُ، وَمَا تَنَازَعَ فِيهِ النَّاسُ مِنْ مَّسَائِلِ الصِّفَاتِ وَالْقَدَرِ وَالْوَعِيدِ وَالْأَسْمَاءِ وَالْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ يَرُدُّونَهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ، وَيُفَسِّرُونَ الْأَلْفَاظَ الْمُجْمَلَةَ الَّتِي تَنَازَعَ فِيهَا أَهْلُ التَّفَرُّقِ وَالِاخْتِلَافِ، فَمَا كَانَ مِنْ مَّعَانِيهَا مُوَافِقًا لِّلْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ أَثْبَتُوهُ، وَمَا كَانَ مِنْهَا مُخَالِفًا لِّلْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ أَبْطَلُوهُ، وَلَا يَتَّبِعُونَ الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنْفُسُ، فَإِنَّ اتِّبَاعَ الظَّنِّ جَهْلٌ، وَاتِّبَاعُ هَوَى النَّفْسِ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللّٰهِ ظُلْمٌ، وَجِمَاعُ الشَّرِّ الْجَهْلُ وَالظُّلْمُ.

”ان گمراہ فرقوں کے بارے میں بہت سے لوگ اپنے ظن وتخمین اور ہوائے نفس سے حکم لگاتے ہیں، چنانچہ اپنے گروہ اور اس کے پیروکاروں کو اہل سنت والجماعت قرار دیتے ہیں، جبکہ مخالفین کو گمراہ، اہل بدعت و اہل تفرقہ کہتے ہیں۔ یہ بہت واضح گمراہی ہے۔ اہل حق، یعنی اہل سنت صرف رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرتے ہیں، جو اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے تھے، آپ کا قول وحیِ الٰہی پر مبنی ہوتا تھا۔ آپ ﷺ ہی وہ ہستی ہیں، جن کی ہر خبر کی تصدیق اور جن کے ہر حکم کی تعمیل ضروری ہے۔ آپ ﷺ کے علاوہ کسی بھی امام کی یہ شان نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ ہر شخص کی بات (قرآن وسنت کے موافق ہونے کی صورت میں) لی بھی جاسکتی ہے اور (قرآن وسنت کے خلاف ہونے کی بنا پر) چھوڑی بھی جاسکتی ہے۔ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی شخص کو (پیروی کے لیے) معین کر لیتے ہیں، پھر جو اس سے محبت کرے اور اس کی موافقت کرے، اسے اہل سنت والجماعت کہتے ہیں، جبکہ اس کے مخالفین کو اہل بدعت قرار دیتے ہیں، ایسے لوگ خود بدعتی اور گمراہ ہیں۔ علم کلام وغیرہ میں بعض ائمہ کے پیروکار گروہ ایسی کارروائیوں میں ملوث ہیں۔ اس بحث سے معلوم ہوا کہ فرقہ ناجیہ ہونے کے سب سے زیادہ مستحق اہل حدیث واہل سنت ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہیں، جن کے اکلوتے پیشوا و مقتدا رسول اللہ ﷺ ہیں۔ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے اقوال واحوال کے بارے میں سب سے زیادہ جاننے والے ہیں، انہی لوگوں کو صحیح اور ضعیف احادیث کی سب سے بڑھ کر معرفت ہے۔ اہل حدیث کے ائمہ کرام ہی حدیث میں فقاہت رکھتے ہیں اور اس کے معانی کی حقیقی پہچان کے حامل ہیں۔ تصدیق، عمل اور محبت میں یہی لوگ حقیقی طور پر حدیث کی پیروی کرتے ہیں۔ جو لوگ حدیثِ رسول کے محبّ ہیں، اہل حدیث ان سے محبت کرتے ہیں اور جو لوگ حدیثِ رسول سے عداوت رکھتے ہیں، اہل حدیث ان کے دشمن ہیں۔ اہل حدیث مجمل باتوں (جن میں ایک سے زائد احتمالات ہوں،

ان) کو کتاب وسنت کی نصوص پر پیش کرتے ہیں۔کوئی بات اگر تعلیماتِ نبوی سے ثابت نہ ہوتو یہ لوگ اسے اپنے دین کا اصول اور اپنا تکیہ کلام نہیں بناتے، بلکہ اپنے اعتقاد و اعتماد کا مرکز ومحور صرف کتاب و سنت کو بناتے ہیں۔صفاتِ باری تعالیٰ،تقدیر،وعید،اسماءِ باری تعالیٰ،امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ کے ایسے معاملات جن میں اختلاف ہوگیا ہے،وہ انہیں اللہ ورسول (قرآن وسنت) کی طرف لوٹاتے ہیں۔اسی طرح وہ مجمل الفاظ جن کے استعمال میں اہل بدعت اختلاف ہوگیا ہو،ان کی توضیح وتشریح کرتے ہیں؛ان میں سے جن الفاظ کے معانی کتاب وسنت کے موافق ہوں، ان کا اثبات کرتے ہیں اور جن الفاظ کے معانی کتاب وسنت سے متصادم ہوں،ان کو باطل قرار دیتے ہیں۔ وہ (کسی دینی معاملے) میں ظن وتخمین اور ہوائے نفس کے پیروکار نہیں بنتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ظن وتخمین کی پیروی جہالت ہے،جبکہ ہوائے نفس کی پیروی ظلم ہے اور یہی جہالت وظلم ہر برائی کی جڑ ہے۔(مجموع الفتاوٰی : 3/346-348)

❁❁ کیا لفظِ اہل حدیث دعوت میں رکاوٹ ہے؟

بعض لوگ اہل حدیث نام کو درست اور حق تسلیم کرتے ہیں،لیکن ان کی یہ خام خیالی ہے کہ لوگ ''اہل حدیث'' نام سے دُور بھاگتے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ دعوت دینے کے لیے یہ کہنا چاہیے کہ ہم قرآن وسنت کے پیروکار ہیں،لفظِ اہل حدیث استعمال نہیں کرنا چاہیے۔

ہمارے خیال میں ایسے لوگ دراصل محدثین کرام اور سلف صالحین سے معارضہ کرتے ہیں۔محدثین کرام جو سب سے بڑھ کر علم وحکمت اور ورع وتقویٰ کے حامل تھے،وہ اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے تھے۔اس کے باوجود ان کے دَور میں حق کا بول بالا اور باطل کا منہ کالا ہوا اور دین اسلام کو غلبہ نصیب ہوا۔محدثین کرام کے نزدیک اہل حق کا لقب اہل

حدیث تھا۔اس وقت بھی لوگ اس نام سے چِڑ تے تھے۔اہل حدیث کو بُری نظر سے دیکھنا ہر دور کے اہل بدعت کا شیوا رہا ہے۔پھر بھی محدثین کرام اپنے آپ کو اجماعی و اتفاقی طور پر اہل حدیث ہی کہتے اور کہلاتے تھے۔

رہی بات لوگوں کے دُور بھاگنے کی،تو جو لوگ اپنے آپ کو مصلحت کی خاطر صرف مسلمان کہتے ہیں،بہت سے لوگ ان سے بھی نفرت کرتے ہیں،ان کو بھی مخالفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے،ان کی دعوت میں بھی رکاوٹیں کھڑی ہوتی ہیں۔ہم نے اپنے کانوں سے سنا ہے کہ ایسے لوگوں کو کافر،بے دین اور زہریلا سانپ تک کہا جاتا ہے،نیز ان کی مجلسوں میں شریک ہونے سے لوگوں کو روکا جاتا ہے۔

❀❀❀ اہل حدیث نام کی ضرورت و اہمیت:

اہل حدیث نام سے اہل حق اور اہل باطل ممتاز ہوتے ہیں۔یہ نام اس بات کا غماز اور عکاس ہے کہ یہ شخص قرآن و حدیث کو صحابہ کرام اور محدثین عظام کے منہج وفہم کے مطابق سمجھنے والا ہے،انہی کے عقیدہ وعمل کو اپنانے والا ہے،جبکہ اہل الرائے واہل التقلید سے بری ہے اور سلف صالحین کا ساتھی ہے،نہ کہ مقلدین و متکلمین کا۔اس نام کے بغیر حق کی تلاش و پہچان ناممکن ہے،کیونکہ ہر گمراہ فرقہ بھی قرآن وسنت کا دعویٰ کرتا ہے،لیکن اپنے آپ کو اہل حدیث صرف اہل حق ہی کہتے ہیں۔اس نام کے بغیر حق پر قائم رہنا بھی محال ہے،کیونکہ جو اپنے آپ کو اہل حدیث نہیں کہتا،وہ سلف صالحین اور محدثین کرام کے منہج وفہمِ دین کا پابند نہیں رہتا۔

اہل حدیث نام اہل حق کے لیے ثبات و یقین کا باعث ہے،کیونکہ محدثین عظام اور سلف صالحین کے اہل حق ہونے میں کوئی شبہ نہیں،وہ نام اور منہج وعمل ہر اعتبار سے اہل

حدیث تھے۔اگر وہ اہل حق ہیں اور یقیناً اہل حق ہیں،تو ان کے پیروکاروں کے اہل حق ہونے میں شبہ کیونکر کیا جا سکتا ہے؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ سلف صالحین تو حق پر ہوں لیکن ان کے ماننے والے اوران کے منہج وفہم پرعمل کرنے والے حق پر نہ ہوں؟ اگرسلف صالحین کے پیروکارحق پرنہیں تو اس کا سیدھا مطلب یہ ہوا کہ دنیا میں کوئی بھی حق پرنہیں،کیونکہ سلف کے مخالفین قطعاً حق پرنہیں ہو سکتے۔

اہل حدیث نام ہی وحدتِ امت کا واحد معتبر ذریعہ ہے،اس کے بغیر امت حق پر مجتمع نہیں ہوسکتی،کیونکہ بقولِ محدثین فرقہ ناجیہ اور طائفہ منصورہ کا نام اہل حدیث ہی تو ہے۔لقبِ اہل حدیث میں دینِ اسلام کی منقبت ہے اور یہی غلبۂ حق کی علامت ہے،کیونکہ اس نام کے ذریعے ائمہ ہدیٰ سے رشتہ استوار ہوتا ہے۔اس سے ایوانِ ظلم وکفر میں بھونچال آتا ہے اور اسی کی وجہ سے اہل حق کوغلبہ نصیب ہوتا ہے،جبکہ اہل باطل کوشکست کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔

جوشخص سلف صالحین کے اجماع کوحق مانتا ہے،وہ اپنا نام اہل حدیث رکھ کر یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ محدثین کرام کے اجماع کو حجت سمجھتا ہے۔اسی لیے ہر دور میں اہل حق اپنے آپ کو اہل حدیث کہتے تھے اور لوگ انہیں اہل حدیث نام ہی سے پہچانتے تھے۔اسلامی تاریخ میں کبھی ایسانہیں ہوا کہ باطل پرستوں نے اپنے آپ کواہل حدیث کہا ہو۔

معلوم ہوا کہ جولوگ اہل حدیث نام کا انکار کرتے ہوئے اسے علم وحکمت کے منافی اورتکلفِ محض قرار دیتے ہیں،وہ یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ علم وحکمت میں محدثین کرام سے فائق ہیں۔ان کی ایسی باتیں سراسر محدثین کرام کی گستاخی پر مبنی ہیں۔

اہل حدیث کے دلوں میں بشاشت و اطمینان اور چہروں پر رونق ہوتی ہے۔ان میں اختلاف شاذ و نادر ہوتا ہے۔اگران میں تھوڑا بہت اختلاف ہوبھی تو وہ عقیدے ومنہج کا

نہیں، بلکہ فروعی ہوتا ہے، جو کہ صحابہ کرام کے دور میں بھی موجود تھا۔ جو لوگ اہل حدیث کہلانا ضروری نہیں سمجھتے، وہ ہمیشہ بے یقینی کی کیفیت سے دوچار رہتے ہیں۔ ایسے لوگ عموماً کسی جاہل اور ظالم شخص کو اپنا بڑا سمجھ بیٹھتے ہیں اور اس کے مرنے کے بعد تتر بتر ہو جاتے ہیں اور شدید اختلافات میں مبتلا ہو کر گمراہ کن نظریات اپنا لیتے ہیں۔ یوں ایسے لوگ حق سے کوسوں دور ہو جاتے ہیں۔ اہل حدیث نام ہی سلف کے عقیدے اور منہج پر قائم رکھتا ہے۔ اس طرح اہل حدیث ہر قسم کے خطرات سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ سلف صالحین کا فہم و منہج راہِ حق پر چلانے کا ضامن ہے۔

بعض لوگ یہ شبہ پیدا کرتے ہیں کہ اہل حدیث نام نہیں رکھنا چاہیے، کیونکہ اس سے فرقہ بندی کو ہوا ملتی ہے، جبکہ دوسری طرف وہ خود اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت، جو اہل حدیث ہی کا دوسرا نام ہے، کہتے ہیں۔ وہ یہ خیال نہیں کرتے کہ طائفہ منصورہ اور فرقہ ناجیہ سلف صالحین اور ائمہ دین کا اجماعی لقب اہل حدیث تھا۔ ان کا یہ اعتراض براہِ راست سلف صالحین پر ہے۔ سلف پر اعتراض کرنے والا کبھی بامراد نہیں ہوسکتا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اہل حدیث یا اہل سنت والجماعت کا لقب اختیار کرنے سے فرقہ بندی کو ہوا کیسے ملتی ہے؟ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ نعوذ باللہ محدثین عظام اور ائمہ سلف بے خبری میں فرقہ بندی میں مبتلا تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ محدثین فرقہ ضرور تھے، لیکن فِرقہ ناجیہ تھے، فُرقہ (حق اور دین اسلام سے علیحدگی اختیار کرنے والے) نہیں تھے۔ اہل بدعت نے سلف صالحین کے مقابلے میں عقائد و اصول وضع کیے اور اپنی اس فرقہ پرستی پر لیبل اہل سنت والجماعت کا لگا لیا، اس وجہ سے کیا سلف صالحین کے پیروکاروں کا اپنے آپ کو اہل سنت کہلانا ناجائز ہو جائے گا؟

ہمارے نزدیک محض گمراہ لوگوں کی باتوں میں آ کر سلف صالحین، جو ہمارے مقتدا ہیں،

کا نام ترک کر دینا کوئی جرأت مندانہ اقدام نہیں۔جو شخص اپنا تشخص برقرار نہ رکھ سکے، وہ بزدل اور نالائق ہوتا ہے۔پھر ایسے لوگوں کو تو مسلمان بھی نہیں کہلانا چاہیے، کیونکہ مسلمان نام پر بھی بعض کفار معترض ہوتے ہیں، جو اتحاد بین المذاہب کا درس دیتے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ خود کو مسلمان اور ہمیں کافر کہتے ہیں۔

اہل حدیث نام قرآن و حدیث کے خلاف نہیں، ورنہ سلف کبھی اپنا نام اہل حدیث نہ رکھتے، کیونکہ وہ بعد والوں سے بڑھ کر قرآن و حدیث کا علم رکھتے تھے۔ان کے بعد ہر دور میں ان کے پیروکار اپنا یہی نام پکارتے تھے، جیسا کہ:

امام، قوام السنہ، اسماعیل بن محمد اصفہانی (457-535ھ) فرماتے ہیں:

وَالْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَأَصْحَابُ الْحَدِيثِ، وَهُوَ السَّوَادُ الْأَعْظَمُ . ”فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت، اہل حدیث ہیں اور یہی لوگ سوادِ اعظم ہیں۔“(الحجّة في بيان المحجّة : 409/2)

شیخ الاسلام، تقی الدین، احمد بن عبدالحلیم بن تیمیہ رحمہ اللہ (661-728ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ أَحَقَّ النَّاسِ بِأَنْ تَكُونَ الْفِرْقَةَ النَّاجِيَةَ أَهْلُ الْحَدِيثِ وَالسُّنَّةِ .

”فرقہ ناجیہ ہونے کے سب سے زیادہ حق دار اہل حدیث و اہل سنت ہیں۔“

(مجموع الفتاوٰی : 347/3)

ہر گمراہ فرقے کی یہ کوشش رہتی ہے کہ محدثین کرام اور سلف صالحین سے لوگوں کا محبت و عقیدت کا رشتہ و ناطہ ٹوٹ جائے۔وہ اس کوشش میں کامیاب ہونے کے لیے ضروری سمجھتے ہیں کہ اہل حدیث نام نہ رکھا جائے۔یوں سادہ لوح لوگوں کو بآسانی شکار کر کے اپنی خواہشات کا پیروکار بنا لیتے ہیں۔جو لوگ اہل حدیث نام کو ناپسند کرتے ہیں اور اسے فرقہ

وارثت کے معنیٰ میں لیتے ہیں، فطری طور پر ان کے دلوں میں اہل حدیث کے بارے میں نفرت اور بغض پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ سراسر ہلاکت و بربادی ہے۔

❀❀❀❀ اہل حدیث سے عداوت اور ان پر بہتان طرازی!

بعض لوگ اہل حدیث کو بدنام کرنے کی کوشش میں جھوٹے عقائد و اعمال ان کی طرف منسوب کرتے ہیں، غلط اور قبیح باتیں ان کے نام لگاتے ہیں یا اہل حدیث جن چیزوں سے بری ہیں، وہ ان پر تھوپ دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ڈر جانا چاہیے:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّإِثْمًا مُّبِينًا﴾ (الأحزاب 33 : 58)

''وہ لوگ جو مؤمن مردوں اور عورتوں کو کسی جرم کے بغیر تکلیف دیتے ہیں، وہ بہتان اور صریح گناہ (کا بوجھ اپنے کندھوں پر) اٹھاتے ہیں۔''

مؤمنوں کی طرف یوں غلط باتیں منسوب کرنا کافروں اور رافضیوں کا شیوا ہے، جیسا کہ سنی امام، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (700-774ھ) اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وَهٰذَا هُوَ الْبُهْتُ الْكَبِيرُ أَنْ يُّحْكٰى أَوْ يُنْقَلَ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ مَا لَمْ يَفْعَلُوهُ عَلٰى سَبِيلِ الْعَيْبِ وَالتَّنَقُّصِ لَهُمْ، وَمِنْ أَكْثَرِ مَنْ يَّدْخُلُ فِي هٰذَا الْوَعِيدِ الْكَفَرَةُ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ، ثُمَّ الرَّافِضَةُ الَّذِينَ يَتَنَقَّصُونَ الصَّحَابَةَ، وَيَعِيبُونَهُمْ بِمَا قَدْ بَرَّأَهُمُ اللّٰهُ مِنْهُ، وَيَصِفُونَهُمْ بِنَقِيضِ مَا أَخْبَرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَخْبَرَ أَنَّهٗ قَدْ رَضِيَ عَنِ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَمَدَحَهُمْ، وَهٰؤُلَاءِ الْجَهَلَةُ الْأَغْبِيَاءُ يَسُبُّونَهُمْ وَيَتَنَقَّصُونَهُمْ، وَيَذْكُرُونَ

عَنْهُمْ مَّا لَمْ يَكُنْ وَلَا فَعَلُوهُ أَبَدًا، فَهُمْ فِي الْحَقِيقَةِ مَنْكُوسُو الْقُلُوبِ، يَذُمُّونَ الْمَمْدُوحِينَ وَيَمْدَحُونَ الْمَذْمُومِينَ.

''یہ بہت بڑا بہتان ہے کہ مؤمنوں کی عیب جوئی اور تنقیص کے لیے ان کے بارے میں ایسی بات بیان یا نقل کی جائے جس کا انہوں نے ارتکاب نہ کیا ہو۔سب سے بڑھ کر یہ کام وہ لوگ کرتے ہیں،جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہیں لاتے۔کافروں کے بعد اس کام میں رافضیوں کا نمبر ہے،جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تنقیص کرتے ہیں اور ان پر ایسی عیب جوئی کرتے ہیں،جس سے اللہ تعالیٰ نے ان کو بَری فرما دیا ہے۔اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے،وہ ان کے بارے میں اس کے برعکس بیان کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے کہ وہ مہاجرین و انصار سے راضی ہو گیا ہے اور اللہ نے ان کی تعریف بھی فرمائی ہے،لیکن یہ جاہل اور بے وقوف لوگ ان کو بُرا بھلا کہتے ہیں،ان کی گستاخیاں کرتے ہیں اور ان کے بارے میں ایسی باتیں بیان کرتے ہیں،جو کبھی معرضِ وجود میں آئی ہی نہیں اور جن کا ارتکاب انہوں نے کبھی کیا ہی نہیں۔درحقیقت ان لوگوں کی عقل و شعور اُلٹ ہو گئی ہے،اسی لیے یہ ممدوح لوگوں کی مذمت اور مذموم لوگوں کی مدح میں مصروف ہیں۔''

(تفسير ابن كثير: 481-480/1، بتحقيق سلامة)

قیامت کے دن خسارہ پانے والے لوگ جہنم سے نکلنے کے لیے اللہ تعالیٰ کو پکاریں گے،تو اللہ تعالیٰ جواب میں فرمائے گا:

﴿قَالَ اخْسَئُوا فِيهَا وَلَا تُكَلِّمُونِ ۞ إِنَّهُ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْ عِبَادِي يَقُولُونَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ ۞ فَاتَّخَذْتُمُوهُمْ سِخْرِيًّا حَتَّى أَنْسَوْكُمْ ذِكْرِي وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُونَ ۞

اِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُوْنَ ﴾ (المؤمنون 23 : 108-111)

''اسی میں ذلیل وخوار ہوتے رہو اور مجھ سے کلام نہ کرو۔ بلاشبہ میرے بندوں کا ایک گروہ کہتا تھا کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے، ہمیں معاف فرما دے، ہمارے حال پر رحم فرما اور تُو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔ تم نے انہیں مذاق بنا لیا تھا، یہاں تک کہ انہوں (ان سے بغض) نے تمہیں میرا ذکر بھلا دیا اور تم ان سے ہنسی کیا کرتے تھے۔ ان کو میں نے ان کے صبر کی بنا پر آج یہ بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔''

اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں بھی حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ثُمَّ قَالَ تَعَالٰی مُذَكِّرًا لَّهُمْ بِذُنُوبِهِمْ فِي الدُّنْيَا، وَمَا كَانُوا يَسْتَهْزِئُونَ بِعِبَادِهِ الْمُؤْمِنِينَ وَأَوْلِيَائِهٖ، فَقَالَ: ﴿إِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِينَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا﴾ أَيْ فَسَخِرْتُمْ مِّنْهُمْ فِي دُعَائِهِمْ إِيَّايَ وَتَضَرُّعِهِمْ إِلَيَّ، ﴿حَتّٰى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ﴾، أَيْ حَمَلَكُمْ بُغْضُهُمْ عَلٰى أَنْ نَّسِيتُمْ مُّعَامَلَتِي، ﴿وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ﴾، أَيْ مِنْ صَنِيعِهِمْ وَعِبَادَتِهِمْ، كَمَا قَالَ تَعَالٰی: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ۝ وَإِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ﴾ (المطففين 83 : 29، 30)، أَيْ يَلْمِزُونَهُمُ اسْتِهْزَاءً، ثُمَّ أَخْبَرَ عَمَّا جَازٰى بِهٖ أَوْلِيَائَهٗ وَعِبَادَهُ الصَّالِحِينَ، فَقَالَ: ﴿إِنِّي جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْا﴾، أَيْ عَلٰى أَذَاكُمْ لَهُمْ وَاسْتِهْزَائِكُمْ مِّنْهُمْ، ﴿اَنَّهُمْ هُمُ الْفَائِزُوْنَ﴾، أَيْ جَعَلْتُهُمْ هُمُ الْفَائِزِينَ بِالسَّعَادَةِ وَالسَّلَامَةِ

وَالْجَنَّةِ، النَّاجِينَ مِنَ النَّارِ .

”پھر اللہ تعالیٰ نے ان (مجرموں) کو ان کے دنیاوی گناہ اور اپنے مؤمن بندوں اور اولیاء سے مذاق یاد دلاتے ہوئے فرمایا کہ میرے بندوں کا ایک گروہ یہ کہتا تھا کہ اے ہمارے ربّ ہم ایمان لائے، ہمیں معاف فرما دے، ہمارے حال پر رحم فرما، تُو ہی سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے، تُم نے ان لوگوں کو مذاق بنا لیا تھا۔یعنی ان کے مجھے پکارنے اور میری طرف گریہ و زاری کرنے کو تم نے مذاق کا ذریعہ بنا لیا تھا۔پھر یہ ہوا کہ ان سے بغض رکھنے کی وجہ سے تمہیں میرا معاملہ بالکل بھول گیا اور تم بس ان کی عبادت کا تمسخر اڑانے میں مگن رہنے لگے۔ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے :﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا كَانُوْا مِنَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا يَضْحَكُوْنَ ❁ وَاِذَا مَرُّوْا بِهِمْ يَتَغَامَزُوْنَ﴾ (المطففين 83 : 29، 30)(مجرم لوگ ایمان والوں پر ہنستے تھے اور جب ان کے پاس سے گزرتے تو مذاق میں ان کی عیب جوئی کرتے تھے)۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کو دی جانے والی جزا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہاری تکلیفوں اور مذاق پر صبر کی بنا پر میں نے آج ان کو یہ بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔میں نے ان کو سعادت، سلامتی اور جنت سے ہمکنار کرتے ہوئے جہنم سے بچا لیا۔“

(تفسیر ابن کثیر : 499/5، بتحقیق سلامۃ)

معلوم ہوا کہ اہل حدیث کی عیب جوئی کرنا، ان کے بُرے القابات بنانا، ان کے عقائد و اعمال کا تمسخر اُڑا کر ان کو اذیت و دُکھ پہنچانا اور ان کی تضحیک و تحقیر مجرمانہ کارروائی ہے۔
ایسے لوگوں کو اہل حق مؤمنین کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد رکھنا چاہیے :

﴿وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (الروم 30 : 47)

”مؤمنوں کی مدد کرنا ہمارے اوپر لازم ہے۔“

امام، ابوبکر، عبداللہ بن سلیمان، ابن ابوداؤد رحمہ اللہ (230-316ھ) فرماتے ہیں:

وَلَا تَكُ مِنْ قَوْمٍ تَلَهَّــــوْا بِدِينِهِمْ

فَتَطْعَنَ فِي أَهْلِ الْحَدِيثِ وَتَقْدَحُ

''(اے مسلمان!) تُو اہل حدیث پر طعن و تشنیع کر کے ان لوگوں میں شامل نہ ہو جانا جنہوں نے اپنے دین کے ساتھ کھیل تماشا کیا۔'' (الشريعة للآجري : 2562/5، بتحقيق الدميجي)

امام، ابوجعفر، احمد بن سنان، واسطی رحمہ اللہ (م: 259ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِي الدُّنْيَا مُبْتَدِعٌ إِلَّا وَهُوَ يُبْغِضُ أَهْلَ الْحَدِيثِ، فَإِذَا ابْتَدَعَ الرَّجُلُ نُزِعَ حَلَاوَةُ الْحَدِيثِ مِنْ قَلْبِهٖ .

''دنیا میں کوئی بدعتی ایسا نہیں، جو اہل حدیث سے بغض نہ رکھتا ہو۔ جب کوئی بندہ بدعتی بن جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل سے حدیث کی حلاوت کھینچ لیتا ہے۔''

(شرف أصحاب الحديث للخطيب، ص: 73، معرفة علوم الحديث للحاكم، ص: 40، وسندهٗ صحيحٌ)

حکم بن ابوفتیلہ نامی شخص کے پاس اہل حدیث کا ذکر ہوا تو وہ بکنے لگا:

أَصْحَابُ الْحَدِيثِ قَوْمُ سَوْءٍ .

''اہل حدیث بُرے لوگ ہیں۔''

ابن ابوفتیلہ کی یہ جسارت امام اہل سنت، احمد بن حنبل رحمہ اللہ (164-241ھ) سے ذکر کی گئی تو بھلا کیا ہوا؟ ثقہ امام محمد بن اسماعیل ترمذی رحمہ اللہ کا بیان سنیں:

فَقَامَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ، وَهُوَ يَنْفُضُ ثَوْبَهٗ، فَقَالَ : زِنْدِيقٌ، زِنْدِيقٌ، زِنْدِيقٌ .

''آپ رحمہ اللہ اپنے کپڑے کو جھاڑتے ہوئے کھڑے ہوئے اور فرمایا: یہ بے دین شخص ہے، یہ بے دین شخص ہے، یہ بے دین شخص ہے۔''

(معرفة علوم الحديث للحاكم، ص: 4، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ، ابوعبداللہ، حاکم، نیشاپوری، المعروف بہ ابن البیع رحمہ اللہ (321-405ھ) فرماتے ہیں:

وَعَلٰى هٰذَا عَهِدْنَا فِي أَسْفَارِنَا وَأَوْطَانِنَا كُلَّ مَنْ يُّنْسَبُ إِلٰى نَوْعٍ مِّنَ الْإِلْحَادِ وَالْبِدَعِ، لَا يَنْظُرُ إِلَى الطَّائِفَةِ الْمَنْصُورَةِ إِلَّا بِعَيْنِ الْحَقَارَةِ، وَيُسَمِّيهَا الْحَشْوِيَّةَ . ''ہم نے اپنے سفر و حضر میں ہر گمراہ و بدعتی شخص کو اسی طرح طائفہ منصورہ کو نظر حقارت سے دیکھتے ہوئے پایا ہے۔یہ لوگ طائفہ منصورہ کا نام حشویہ (ایک گمراہ فرقے کا نام) رکھتے ہیں۔''(معرفة علوم الحديث، ص : 4)

نیز موصوف خود اہل حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں :

وَأَهْلُ السُّنَّةِ قَاطِبَةً إِخْوَانُهُمْ، وَأَهْلُ الْإِلْحَادِ وَالْبِدَعِ بِأَسْرِهَا أَعْدَائُهُمْ .

''اہل سنت سارے کے سارے ان کے بھائی ہیں، جبکہ گمراہ و بدعتی تمام کے تمام ان کے دشمن ہیں۔''(معرفة علوم الحديث، ص : 3)

امام، ابومحمد، عبداللہ بن مسلم، ابن قتیبہ دینوری رحمہ اللہ (213-276ھ) فرماتے ہیں :

وَلَيْسَ يَدْفَعُ أَصْحَابَ الْحَدِيثِ عَنْ ذٰلِكَ إِلَّا ظَالِمٌ، لِأَنَّهُمْ لَا يَرُدُّونَ شَيْئًا مِّنْ أَمْرِ الدِّينِ، إِلَى اسْتِحْسَانٍ، وَلَا إِلٰى قِيَاسٍ وَّنَظَرٍ، وَلَا إِلٰى كُتُبِ الْفَلَاسِفَةِ الْمُتَقَدِّمِينَ، وَلَا إِلٰى أَصْحَابِ الْكَلَامِ الْمُتَأَخِّرِينَ .

''اہل حدیث کے اہل حق ہونے کا انکار کوئی ظالم شخص ہی کر سکتا ہے، کیونکہ اہل حدیث کسی بھی دینی معاملے کو (نصوصِ شرعیہ کی موجودگی میں) استحسان، قیاس یا رائے کی طرف نہیں لے کر جاتے، نہ وہ دینی معاملات میں متقدمین فلاسفہ اور متاخرین اہل کلام کی کتب سے رجوع کرتے ہیں۔''

(تأويل مختلف الحديث في الردّ على أعداء أهل الحديث، ص : 83)

علامہ،ابو محمد،حسن بن عبد الرحمٰن رامہرمزی رحمہ اللہ (م: 360ھ) فرماتے ہیں:

اعْتَرَضَتْ طَائِفَةٌ مِّمَّنْ يَّشْنَأُ الْحَدِيثَ وَيُبْغِضُ أَهْلَهُ، فَقَالُوا بِتَنَقُّصِ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ وَالْإِزْرَاءِ بِهِمْ، وَأَسْرَفُوا فِي ذَمِّهِمْ وَالتَّقَوُّلِ عَلَيْهِمْ، وَقَدْ شَرَّفَ اللّٰهُ الْحَدِيثَ وَفَضَّلَ أَهْلَهُ، وَأَعْلَى مَنْزِلَتَهُ، وَحَكَّمَهُ عَلٰى كُلِّ نِحْلَةٍ، وَقَدَّمَهُ عَلٰى كُلِّ عِلْمٍ، وَرَفَعَ مِنْ ذِكْرِ مَنْ حَمَلَهُ وَعُنِيَ بِهٖ، فَهُمْ بَيْضَةُ الدِّينِ وَمَنَارُ الْحُجَّةِ.

''ایک گروہ اٹھا ہے جو حدیث اور اہل حدیث سے بغض رکھتا ہے،انہوں نے اہل حدیث کی تنقیص اور گستاخی شروع کی ہوئی ہے ،یہ لوگ ان کی مذمت کرنے اور ان پر بہتان لگانے میں حد سے بڑھ گئے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے حدیث کو شرف بخشا اور اہل حدیث کو فضیلت عطا فرمائی،اس نے حدیث کا مرتبہ بلند کیا،اسے ہر ملت پر حاکم بنایا،اسے ہر علم پر فوقیت بخشی اور جو لوگ حدیث کو سیکھتے اور اس سے لگاؤ رکھتے ہیں،ان کو بھی ارفع مقام عطا فرمایا۔یہی لوگ دین کی بنیاد اور دلیل و حجت کے مینار ہیں۔''

(المحدّث الفاصل بين الراوي والواعي، ص: 4)

اہل حدیث ہی اہل حق ہیں

عقل صریح،نقل صحیح اور مقبول و منصور دین صرف اہل حدیث کے پاس ہے۔ویسے تو ہر فرقہ اپنے آپ کو حق پرست کہتا ہے،لیکن معیارِ حق پر پورا صرف اہل حدیث اترتے ہیں۔ کوئی بجا طور پر پوچھ سکتا ہے کہ اہل حدیث ہی اہل حق ہیں،اس کی دلیل کیا ہے؟اس سوال کا جواب دیتے ہوئے علامہ،ابو مظفر،منصور بن محمد،سمعانی رحمہ اللہ (426-489ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ كُلَّ فَرِيقٍ مِّنَ الْمُبْتَدِعَةِ إِنَّمَا يَدَّعِي أَنَّ الَّذِي يَعْتَقِدُهُ هُوَ مَا كَانَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لِأَنَّهُمْ كُلَّهُمْ مُّدَّعُونَ شَرِيعَةَ

الْإِسْلَامِ، مُلْتَزِمُونَ فِي الظَّاهِرِ شَعَائِرَهَا، يَرَوْنَ أَنَّ مَا جَاءَ بِهٖ مُحَمَّدٌ(هُوَ الْحَقُّ)، غَيْرَ أَنَّ الطُّرُقَ تَفَرَّقَتْ بِهِمْ بَعْدَ ذٰلِكَ، وَأَحْدَثُوا فِي الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ وَرَسُولُهٗ، فَزَعَمَ كُلُّ فَرِيقٍ أَنَّهٗ هُوَ الْمُتَمَسِّكُ بِشَرِيعَةِ الْإِسْلَامِ، وَأَنَّ الْحَقَّ الَّذِي قَامَ بِهٖ رَسُولُ اللّٰهِ هُوَ الَّذِي يَعْتَقِدهٗ وَيَنْتَحِلُهٗ، غَيْرَ أَنَّ اللّٰهَ أَبٰى أَنْ يَّكُونَ الْحَقَّ وَالْعَقِيدَةَ الصَّحِيحَةَ إِلَّا مَعَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَالْآثَارِ، لِأَنَّهُمْ أَخَذُوا دِينَهُمْ وَعَقَائِدَهُمْ خَلَفًا عَنْ سَلَفٍ، وَقَرْنًا عَنْ قَرْنٍ، إِلٰى أَنِ انْتَهَوْا إِلَى التَّابِعِينَ، وَأَخَذَهُ التَّابِعُونَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَخَذَهٗ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا طَرِيقَ إِلٰى مَعْرِفَةِ مَا دَعَا إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ مِنَ الدِّينِ الْمُسْتَقِيمِ، وَالصِّرَاطِ الْقَوِيمِ، إِلَّا هٰذَا الطَّرِيقَ الَّذِي سَلَكَهٗ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ، وَأَمَّا سَائِرُ الْفِرَقِ فَطَلَبُوا الدِّينَ لَا بِطَرِيقِهٖ لِأَنَّهُمْ رَجَعُوا إِلٰى مَعْقُولِهِمْ، وَخَوَاطِرِهِمْ، وَآرَائِهِمْ، فَطَلَبُوا الدِّينَ مِنْ قِبَلِهٖ، فَإِذَا سَمِعُوا شَيْئًا مِّنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ عَرَضُوهُ عَلٰى مِعْيَارِ عُقُولِهِمْ، فَإِنِ اسْتَقَامَ قَبِلُوهُ، وَإِنْ لَّمْ يَسْتَقِمْ فِي مِيزَانِ عُقُولِهِمْ رَدُّوهُ، فَإِنِ اضْطُرُّوا إِلٰى قُبُولِهٖ حَرَّفُوهُ بِالتَّأْوِيلَاتِ الْبَعِيدَةِ، وَالْمَعَانِي الْمُسْتَكْرَهَةِ، فَحَادُوا عَنِ الْحَقِّ وَزَاغُوا عَنْهُ، وَنَبَذُوا الدِّينَ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ، وَجَعَلُوا السُّنَّةَ تَحْتَ أَقْدَامِهِمْ، تَعَالَى اللّٰهُ عَمَّا يَصِفُونَ، وَأَمَّا أَهْلُ الْحَقِّ فَجَعَلُوا

الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ إِمَامَهُمْ، وَطَلَبُوا الدِّينَ مِنْ قِبَلِهِمَا، وَمَا وَقَعَ لَهُمْ مِّنْ مَّعْقُولِهِمْ وَخَوَاطِرِهِمْ، عَرَضُوهُ عَلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، فَإِنْ وَّجَدُوهُ مُوَافِقًا لَّهُمَا قَبِلُوهُ، وَشَكَرُوا اللّٰهَ حَيْثُ أَرَاهُمْ ذٰلِكَ وَوَفَّقَهُمْ إِلَيْهِ، وَإِنْ وَّجَدُوهُ مُخَالِفًا لَّهُمَا تَرَكُوا مَا وَقَعَ لَهُمْ، وَأَقْبَلُوا عَلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، وَرَجَعُوا بِالتُّهْمَةِ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ، فَإِنَّ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ لَا يَهْدِيَانِ إِلَّا إِلَى الْحَقِّ، وَرَأْيُ الْإِنْسَانِ قَدْ يَرَى الْحَقَّ، وَقَدْ يَرَى الْبَاطِلَ .

''ہر گمراہ فرقہ یہی دعویٰ کرتا ہے کہ اس کا عقیدہ وہ ہے ،جس پر رسول اللہ ﷺ کاربند تھے، کیونکہ تمام فرقے شریعتِ اسلام ہی کے دعویدار ہیں اور ظاہری طور پر اسلام ہی کے شعائر پر عمل کرتے ہیں، نیز ان کا یہ عقیدہ ہے کہ محمد ﷺ کی تعلیمات ہی برحق ہیں۔لیکن اس کے باوجود ان کی راہیں (صراطِ مستقیم سے) جدا ہو گئیں اور انہوں نے دین میں وہ وہ چیزیں ایجاد کرلیں جن کی اللہ ورسول نے اجازت نہیں دی۔ ہر فریق نے یہ دعویٰ کیا کہ وہی شریعتِ اسلام پر کاربند ہے اور وہ حق جسے رسول اللہ ﷺ لے کر آئے ،اسی کے پاس ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے حق اور صحیح عقیدے کی دولت سے صرف اہل حدیث کو مالا مال کیا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ اہل حدیث اپنا دین اور اپنے عقائد طبقہ در طبقہ سلف صالحین سے لیتے رہے ہیں، یہاں تک کہ ان کا سلسلہ تابعین عظام تک پہنچ گیا۔تابعین نے دین وعقائد رسولِ اکرم ﷺ کے صحابہ کرام سے لیے اور صحابہ کرام نے رسولِ اکرم ﷺ سے یہ سب کچھ سیکھا۔آپ ﷺ نے جس مضبوط دین اور صراطِ مستقیم کی طرف دعوت دی تھی،اس کی معرفت صرف اسی طریقے سے ممکن ہے ، جسے اہل حدیث نے اپنایا ہے۔باقی تمام فرقوں نے دین کو اس اصل طریقے سے نہیں، بلکہ اپنی عقل وشعور اور رائے سے اخذ کیا ہے۔چنانچہ

جب وہ کتاب وسنت کی کسی نص کو سنتے ہیں تو اسے اپنی عقلی کسوٹی پر پیش کرتے ہیں، اگر وہ اس معیار پر درست معلوم ہو تو اسے قبول کر لیتے ہیں، ورنہ ردّ کر دیتے ہیں۔ اگر وہ کسی وجہ سے اسے قبول کرنے پر مجبور ہو جائیں تو بعید از کار تاویلات اور غلط معانی کے ذریعے اس میں تحریف پر اُتر آتے ہیں۔ یوں یہ باقی فرقے حق سے دُور چلے گئے ہیں، انہوں نے دین کو پس پشت ڈال دیا ہے اور سنتِ رسول کو بے وقعت کر دیا ہے۔ ان کے برعکس اہل حق نے کتاب وسنت کو اپنا پیشوا اور دین کا ماخذ بنایا ہے۔ ان کی عقل اور رائے جو اختراع کرتی ہے، وہ اسے کتاب وسنت پر پیش کرتے ہیں، اگر اسے کتاب وسنت کے موافق پائیں تو اسے قبول کر کے اللہ کا شکر بجا لاتے ہیں کہ اس نے انہیں درست رائے قائم کرنے کی توفیق بخشی اور اگر وہ اپنی رائے کو کتاب وسنت کے مخالف پائیں تو اسے چھوڑ کر کتاب وسنت کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور اس سلسلے میں اپنے آپ کو قصوروار ٹھہراتے ہیں، کیونکہ کتاب وسنت تو حق ہی کی طرف رہنمائی کرتے ہیں، جبکہ عقلِ انسانی کبھی حق کو پاتی ہے اور کبھی باطل کو۔''

(الحجّة في بيان المحجّة لأبي القاسم الأصبهاني : 2/237-238)

نیز فرماتے ہیں: وَمِمَّا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ أَهْلَ الْحَدِيثِ هُمْ عَلَى الْحَقِّ، أَنَّكَ لَوْ طَالَعْتَ جَمِيعَ كُتُبِهِمُ الْمُصَنَّفَةَ مِنْ أَوَّلِهِمْ إِلٰى آخِرِهِمْ، قَدِيمِهِمْ وَحَدِيثِهِمْ مَعَ اخْتِلَافِ بُلْدَانِهِمْ وَزَمَانِهِمْ، وَتَبَاعُدِ مَا بَيْنَهُمْ فِي الدِّيَارِ، وَسُكُونِ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُم قُطْرًا مِّنَ الْأَقْطَارِ، وَجَدتَّهُمْ فِي بَيَانِ الِاعْتِقَادِ عَلٰى وَتِيرَةٍ وَّاحِدَةٍ وَّنَمَطٍ وَاحِدٍ، يَجْرُونَ فِيهِ عَلٰى طَرِيقَةٍ لَّا يَحِيدُونَ عَنْهَا، وَلَا يَمِيلُونَ فِيهَا، قَوْلُهُمْ فِي ذٰلِكَ وَاحِدٌ وَّنَقْلُهُمْ وَاحِدٌ، لَا تَرٰى بَيْنَهُمُ اخْتِلَافًا وَّلَا تَفَرُّقًا فِي شَيْءٍ مَّا وَإِنْ قَلَّ، بَلْ لَّوْ جَمَعْتَ جَمِيعَ مَا

جَرٰى عَلٰى أَلْسِنَتِهِمْ، وَنَقَلُوهُ عَنْ سَلَفِهِمْ، وَجَدْتَّهٗ كَأَنَّهٗ جَاءَ مِنْ قَلْبٍ وَّاحِدٍ، وَجَرٰى عَلٰى لِسَانٍ وَّاحِدٍ، وَهَلْ عَلَى الْحَقِّ دَلِيلٌ أَبْيَنُ مِنْ هٰذَا ؟

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا﴾ (النساء 4 : 82)، وَقَالَ تَعَالٰى : ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾ (آل عمران 3 : 103)، وَأَمَّا إِذَا نَظَرْتَ إِلٰى أَهْلِ الْأَهْوَاءِ وَالْبِدَعِ، رَأَيْتَهُمْ مُتَفَرِّقِينَ مُخْتَلِفِينَ أَوْ شِيَعًا وَّأَحْزَابًا، لَا تَكَادُ تَجِدُ اثْنَيْنِ مِنْهُمْ عَلٰى طَرِيقَةٍ وَّاحِدَةٍ فِي الِاعْتِقَادِ، يُبَدِّعُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، بَلْ يَرْتَقُونَ إِلَى التَّكْفِيرِ، يُكَفِّرُ الِابْنُ أَبَاهُ، وَالرَّجُلُ أَخَاهُ، وَالْجَارُ جَارَهٗ، تَرَاهُمْ أَبَدًا فِي تَنَازُعٍ وَّتَبَاغُضٍ وَّاخْتِلَافٍ، تَنْقَضِي أَعْمَارُهُمْ وَلَمَا تَتَّفِقُ كَلِمَاتُهُمْ، ﴿تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتّٰى ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ﴾ (الحشر 59 : 14)، أَوَ مَا سَمِعْتَ أَنَّ الْمُعْتَزِلَةَ مَعَ اجْتِمَاعِهِمْ فِي هٰذَا اللَّقَبِ يُكَفِّرُ الْبَغْدَادِيُّونَ مِنْهُمُ الْبَصْرِيِّينَ، وَالْبَصْرِيُّونَ مِنْهُمُ الْبَغْدَادِيِّينَ، وَيُكَفِّرُ أَصْحَابُ أَبِي عَلِيٍّ الْجَبَائِيِّ ابْنَهٗ أَبَا هَاشِمٍ، وَأَصْحَابُ أَبِي هَاشِمٍ يُكَفِّرُونَ أَبَاهُ أَبَا عَلِيٍّ، وَكَذٰلِكَ سَائِرُ رُؤُوسِهِمْ وَأَرْبَابُ الْمَقَالَاتِ مِنْهُم، إِذَا تَدَبَّرْتَ أَقْوَالَهُمْ رَأَيْتَهُمْ مُّتَفَرِّقِينَ يُكَفِّرُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، وَيَتَبَرَّأُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ، كَذٰلِكَ الْخَوَارِجُ وَالرَّوَافِضُ فِيمَا بَيْنَهُمْ وَسَائِرُ الْمُبْتَدِعَةُ بِمَثَابَتِهِمْ، وَهَلْ عَلَى الْبَاطِلِ دَلِيلٌ أَظْهَرُ مِنْ هٰذَا ؟

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ اِنَّمَا اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ﴾ (الأنعام 6 : 159)، وَكَانَ السَّبَبُ فِي اتِّفَاقِ أَهْلِ الْحَدِيثِ أَنَّهُمْ أَخَذُوا الدِّينَ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَطَرِيقِ النَّقْلِ، فَأَوْرَثَهُمُ الاِتِّفَاقَ والاِئْتِلَافَ، وَأَهْلُ الْبِدْعَةِ أَخَذُوا الدِّينَ مِنَ الْمَعْقُولَاتِ وَالْآرَاءِ، فَأَوْرَثَهُمْ الاِفْتِرَاقَ وَالاِخْتِلَافَ، فَإِنَّ النَّقْلَ وَالرِّوَايَةَ مِنَ الثِّقَاتِ وَالْمُتْقِنِينَ قَلَّمَا يَخْتَلِفُ، وَإِنِ اخْتَلَفَ فِي لَفْظٍ أَوْ كَلِمَةٍ، فَذٰلِكَ اخْتِلَافٌ لَّا يَضُرُّ الدِّينَ، وَلَا يَقْدَحُ فِيهِ، وَأَمَّا دَلَائِلُ الْعَقْلِ فَقَلَّمَا تَتَّفِقُ، بَلْ عَقْلُ كُلِّ وَاحِدٍ؛ يَرٰى صَاحِبُهٗ غَيْرَ مَا يَرَى الْآخَرُ، وَهٰذَا بَيِّنٌ .

''اہل حدیث کے اہل حق ہونے کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ اگر آپ ان کی اول و آخر اور قدیم و جدید تمام کتابوں کا مطالعہ کرلیں،تو باوجود ان کے علاقوں اور زمانوں کے مختلف ہونے اوران کے باہمی فاصلوں اور دنیا کے مختلف کونوں میں رہائش پذیر ہونے کے،آپ ان کو ایک ہی طرز اور طریقے پر عقائد کا بیان کرتے پائیں گے، ان کا منہج ایک ہی ہوگا،جس سے وہ کبھی نہیں ہٹیں گے۔عقائد میں ان کا قول اور دلیل ایک ہی ہو گی،ان کے مابین کوئی معمولی سا اختلاف و انتشار بھی آپ تلاش نہیں کر سکتے۔اس سے بھی بڑھ کر یہ بات کہ اگر آپ ان کی زبانوں سے نکلی ہوئی اوران کی اپنے سلف سے نقل کردہ تمام باتیں جمع کرلیں،تو آپ کو یوں محسوس ہوگا کہ وہ ایک ہی دل سے نکل کر ایک ہی زبان پر جاری ہوئی ہیں۔کیا کسی کے حق ہونے پراس سے بڑھ کر بھی کوئی دلیل ہوگی؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : ﴿اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ

غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا﴾ (النساء 4 : 82)(کیا وہ قرآن پر غور نہیں کرتے، اگر وہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے)۔نیز فرمایا : ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾(آل عمران 3 : 103)(اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو)۔اس کے برعکس جب آپ اہل بدعت کو دیکھیں گے تو ان کو تفرقہ و اختلاف میں مبتلا اور گروہوں میں بٹے ہوئے پائیں گے۔عقائد کے معاملے میں ان میں سے کسی دو کو بھی آپ کسی ایک منہج پر متفق نہیں پائیں گے۔آپ دیکھیں گے کہ ان میں سے ایک دوسرے کو بدعتی کہتا ہے، بلکہ وہ ایک دوسرے کی تکفیر تک پہنچ جاتے ہیں۔بیٹا اپنے باپ کو، بھائی اپنے بھائی کو اور پڑوسی اپنے پڑوسی کو کافر قرار دیتا نظر آتا ہے۔وہ ہمیشہ جھگڑے اور بغض و عناد میں مبتلا رہتے ہیں۔ان کی عمریں گزر جاتی ہیں،لیکن کسی ایک بات پر جمع نہیں ہو پاتے۔ایسے ہی لوگوں کے بارے میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے:﴿تَحْسَبُهُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُهُمْ شَتّٰى ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ﴾(الحشر 59 : 14) (آپ انہیں متفق سمجھتے ہیں،لیکن ان کے دل جدا جدا ہیں،اس لیے کہ یہ بے شعور قوم ہیں)۔کیا آپ کو معلوم نہیں کہ تمام معتزلہ لقب 'اعتزال' میں متحد تھے،اس کے باوجود بغداد کے معتزلہ بصرہ کے معتزلہ کو کافر کہتے ہیں اور بصرہ والے بغداد والوں کو،ابو علی جبائی کے اصحاب اس کے بیٹے ابوہاشم کو کافر کہتے ہیں اور ابوہاشم کے اصحاب اس کے باپ ابوعلی کو کافر قرار دیتے ہیں۔یہی حال ان کے باقی اکابر اور اہل قلم کا ہے۔جب آپ گمراہ لوگوں کے اقوال پر غور کریں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ وہ متفرق ہیں،ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں اور ایک دوسرے سے براءت کا اظہار کرتے ہیں۔خوارج ،روافض اور تمام اہل بدعت کی صورتِ حال ایسی ہی ہے۔کیا ان کے باطل ہونے پر اس سے بھی بڑی کوئی

دلیل ہو گی؟ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :﴿اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَكَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ اِنَّمَا اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ﴾ (الأنعام 6 : 159)(بلاشبہ جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور گروہوں میں بٹ گئے، آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں، ان کا معاملہ تو اللہ ہی کے سپرد ہے)۔ اہل حدیث کے متفق ہونے کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے اپنا دین کتاب وسنت سے نقل در نقل کے ذریعے اخذ کیا ہے۔ قرآن وسنت نے ان میں اتفاق و اتحاد پیدا کر دیا، جبکہ اہل بدعت نے اپنا دین عقل اور رائے سے اخذ کیا اور عقل و رائے نے ان میں تفرقہ و اختلاف پیدا کیا۔ کیونکہ ثقہ و با اعتماد راویوں کی نقل و روایت میں کم ہی اختلاف ہوتا ہے اور جو اختلاف ہوتا ہے، وہ بھی لفظی ہوتا ہے، جو کہ دین میں مضر اور قابل قدغن نہیں ہوتا۔ اس کے بالمقابل عقلی دلائل کم ہی متفق ہوتے ہیں، بلکہ ہر شخص کی عقل وہ سوچتی ہے جو دوسرے نہیں سوچتے۔ یہ بالکل واضح بات ہے۔''

(الحجّة في بيان المحجّة لأبي القاسم الأصبهاني : 2/239-241)

مشہور تابعی، امام قتادہ بن دعامہ رحمہ اللہ (61-118ھ) نے کیا خوب فرمایا ہے :

وَلَعَمْرِي ! لَوْ كَانَ أَمْرُ الْخَوَارِجِ هُدًى لَّاجْتَمَعَ، وَلٰكِنَّهٗ كَانَ ضَلَالَةً فَتَفَرَّقَ .

''قسم ہے، اگر خوارج ہدایت پر ہوتے تو وہ متفق ہوتے، لیکن وہ گمراہی پر تھے، اس لیے تفرقے میں پڑ گئے۔'' (تفسير عبد الرزّاق : 375، تفسير الطبري : 3/178، وسندهٗ صحيحٌ)

امام، ابو محمد، عبد اللہ بن مسلم، ابن قتیبہ دینوری رحمہ اللہ (213-276ھ) فرماتے ہیں :

وَلَوْ أَرَدْنَا ـ رَحِمَكَ اللّٰهُ ـ أَنْ نَّنْتَقِلَ عَنْ أَصْحَابِ الْحَدِيثِ وَنَرْغَبَ عَنْهُمْ، إِلٰى أَصْحَابِ الْكَلَامِ وَنَرْغَبَ فِيهِمْ، لَخَرَجْنَا مِنِ اجْتِمَاعٍ إِلٰى تَشَتُّتٍ، وَعَنْ نِّظَامٍ إِلٰى تَفَرُّقٍ، وَعَنْ أُنْسٍ إِلٰى وَحْشَةٍ، وَعَنِ اتِّفَاقٍ إِلَى اخْتِلَافٍ .

”اگر (بالفرض) ہم اہل حدیث کو چھوڑ کر اہل کلام (اہل رائے) میں شامل ہو جائیں تو یقیناً ہم اجتماعیت کو چھوڑ کر انتشار میں، نظم کو چھوڑ کر تفرقے میں، محبت کو چھوڑ کر نفرت میں اور اتفاق کو چھوڑ کر اختلاف میں داخل ہو جائیں گے۔“(تأويل مختلف الحديث، ص: 16)

شیخ الاسلام، تقی الدین، احمد بن عبدالحلیم بن تیمیہ رحمہ اللہ (661-728ھ) فرماتے ہیں:

وَبِالْجُمْلَةِ فَالثَّبَاتُ وَالِاسْتِقْرَارُ فِي أَهْلِ الْحَدِيثِ وَالسُّنَّةِ أَضْعَافُ أَضْعَافِ أَضْعَافِ مَا هُوَ عِنْدَ أَهْلِ الْكَلَامِ وَالْفَلْسَفَةِ .

”الغرض اہل حدیث ثبات و استقامت میں اہل کلام وفلسفہ سے کئی گنا زیادہ پختہ ہوتے ہیں۔“(مجموع الفتاوٰی: 4/50-51)

نیز فرماتے ہیں: وَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَّنْصِبَ لِلْأُمَّةِ شَخْصًا يَّدْعُو إِلٰى طَرِيقَتِهٖ وَيُوَالِي وَيُعَادِي عَلَيْهِ غَيْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا يَنْصِبَ لَهُمْ كَلَامًا يُّوَالِي عَلَيْهِ وَيُعَادِي غَيْرَ كَلَامِ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَمَا اجْتَمَعَتْ عَلَيْهِ الْأُمَّةُ، بَلْ هٰذَا مِنْ فِعْلِ أَهْلِ الْبِدَعِ الَّذِينَ يَنْصِبُونَ لَهُمْ شَخْصًا أَوْ كَلَامًا يُّفَرِّقُونَ بِهٖ بَيْنَ الْأُمَّةِ يُوَالُونَ بِهٖ عَلٰى ذٰلِكَ الْكَلَامِ أَوْ تِلْكَ النِّسْبَةِ وَيُعَادُونَ .

”کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ امت کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی ایک شخص کو متعین کرے اور اسی کے راستے کی دعوت دے، نیز اسی کو محبت ونفرت کا معیار بنائے۔ نہ کسی کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ اللہ و رسول کے قول اور اجماعِ امت کے علاوہ کسی اور کلام کو متعین کر کے اسے محبت و عداوت کا معیار بنائے۔ ایسا کرنا تو ان بدعتی لوگوں کا شیوا ہے جو کسی (امتی کی) کلام اور نسبت کی بنا پر محبت و عداوت کا اظہار کرتے ہیں۔“

(مجموع الفتاوٰی: 20/164، درء تعارض العقل والنقل: 1/272-273)

نیز فرماتے ہیں: شِعَارُ الطَّائِفَةِ النَّاجِيَةِ هُوَ السُّنَّةُ وَالْجَمَاعَةُ، دُونَ الْبِدْعَةِ وَالْفُرْقَةِ .

''نجات پانے والی جماعت کا شعار سنت اور اجتماعیت ہے، نہ کہ بدعت اور تفرقہ۔''(بيان تلبيس الجهميّة : 310/2)

مزید فرماتے ہیں: اَلْبِدْعَةُ مَقْرُونَةٌ بِالْفُرْقَةِ، كَمَا أَنَّ السُّنَّةَ مَقْرُونَةٌ بِالْجَمَاعَةِ، فَيُقَالُ : أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، كَمَا يُقَالُ : أَهْلُ الْبِدْعَةِ وَالْفُرْقَةِ .

''بدعت اور تفرقہ لازم وملزوم ہے،جیسا کہ سنت اور اجتماعیت لازم وملزوم ہے۔ ویسے بھی اہل علم اہل سنت کے ساتھ [والجماعة] کا لفظ بولتے ہیں اور اہل بدعت کے ساتھ [والفرقة] (تفرقہ بازی) کا اطلاق کرتے ہیں۔''(الاستقامة : 42/1)

یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ قرآن و حدیث نے فِرقہ سے منع نہیں کیا،فُرقہ سے منع کیا ہے،جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا﴾ (آل عمران 3 : 103)

''اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقے میں مت پڑو۔''

اسی طرح رسولِ کریم ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے:

«وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ ! لَتَفْتَرِقَنَّ أُمَّتِي عَلٰى ثَلَاثٍ وَّسَبْعِينَ فِرْقَةً، وَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ، وَثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ»، قِيلَ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ هُمْ ؟ قَالَ : «اَلْجَمَاعَةُ» .

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ محمد (ﷺ) جان ہے! ضرور میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ان میں سے ایک فرقہ جنتی اور باقی بہتر (72) جہنمی ہوں گے۔[آپ سے سوال

کیا گیا کہ اللہ کے رسول! وہ جنتی فرقہ کن لوگوں پر مشتمل ہوگا؟] فرمایا: وہ جماعت ہوں گے۔"

(سنن ابن ماجه: 3992، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث سے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا تہتر فرقوں میں بٹنا اور ایک فرقے کا جنتی ہونا یہ ثابت کرتا ہے کہ فرقہ، گروہ یا جماعت مطلق ممنوع نہیں، ورنہ ایک فرقہ جنتی کیسے؟ بہتر فرقے کس جرم کی پاداش میں جہنمی بنیں گے؟ ناجی فرقے کا کیا منہج ہوتا ہے؟ اس کے بارے میں:

امام، ابوحاتم، محمد بن حبان، ابن حبان، تمیمی رحمہ اللہ (م: 354ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ مَنْ وَّاظَبَ عَلَى السُّنَنِ، قَالَ بِهَا، وَلَمْ يُعَرِّجْ عَلٰى غَيْرِهَا مِنَ الْآرَاءِ مِنَ الْفِرْقَةِ النَّاجِيَةِ فِي الْقِيَامَةِ، جَعَلَنَا اللّٰهُ مِنْهُمْ بِمَنِّهٖ.

"جو شخص سنت کی پابندی کرتا ہے، سنت ہی کے مطابق اپنا مذہب بناتا ہے اور سنت کو چھوڑ کر آراء پر عمل نہیں کرتا، وہ قیامت کے دن فرقہ ناجیہ میں سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہمیں بھی اس میں شامل فرمائے۔" (صحيح ابن حبّان: 180/1)

علامہ، ابراہیم بن موسیٰ، شاطبی رحمہ اللہ (م: 790ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْجَمَاعَةَ مَا كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ وَأَصْحَابُهٗ وَالتَّابِعُونَ لَهُمْ بِإِحْسَانٍ.

"نجات پانے والی جماعت ان لوگوں پر مشتمل ہوگی، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور تابعین عظام کے بتائے ہوئے طریقے پر قائم رہے۔" (الاعتصام: 28/1)

شیخ الاسلام، تقی الدین، احمد بن عبد الحلیم بن تیمیہ رحمہ اللہ (661-728ھ) فرماتے ہیں:

فَإِذَا كَانَ وَصْفُ الْفِرْقَةِ النَّاجِيَةِ اتِّبَاعَ الصَّحَابَةِ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَذٰلِكَ شِعَارُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، كَانَتِ الْفِرْقَةُ النَّاجِيَةُ هُمْ أَهْلَ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ، فَالسُّنَّةُ مَا كَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

هُوَ وَأَصْحَابُهُ عَلَيْهِ فِي عَهْدِهِ.

”جب (حدیث میں) فرقہ ناجیہ کی صفت یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ صحابہ کرام کے رسول اکرم ﷺ کے عہد میں اپنائے گئے طریقے کی پیروی کریں گے اور یہ طریقہ اہل سنت والجماعت ہی کا ہے، تو فرقہ ناجیہ اہل سنت والجماعت ہی ہوئے۔ سنت اس طریقے کو کہتے ہیں، جس پر آپ ﷺ خود اور آپ ﷺ کے عہد میں صحابہ کرام کاربند تھے۔“ (منهاج السنّة : 457/3)

علامہ، عبیداللہ بن محمد عبدالسلام، مبارکپوری رحمہ اللہ (1327-1414ھ) فرماتے ہیں :

«وَهِيَ الْجَمَاعَةُ»، أَيِ الْمُوَافِقُونَ لِجَمَاعَةِ الصَّحَابَةِ الْآخِذُونَ بِعَقَائِدِهِمْ، الْمُتَمَسِّكُونَ بِطَرِيقَتِهِمْ، وَهُمْ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةُ، أَيْ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ الَّذِينَ اجْتَمَعُوا عَلَى اتِّبَاعِ آثَارِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَمِيعِ الْأَحْوَالِ، وَاتَّفَقُوا عَلَى الْأَخْذِ بِتَعَامُلِ الصَّحَابَةِ وَإِجْمَاعِهِمْ، وَلَمْ يَبْتَدِعُوا بِالتَّحْرِيفِ وَالتَّغْيِيرِ، وَلَمْ يُبَدِّلُوا بِالْآرَاءِ الْفَاسِدَةِ.

”حدیثِ نبوی کے مطابق کامیاب ہونے والی جماعت میں وہ لوگ شامل ہوں گے، جو صحابہ کرام کی جماعت کے پیروکار ہوں گے، یعنی انہی کے عقائد اپنائیں گے اور انہی کے منہج کو لازم پکڑیں گے۔ یہ لوگ اہل سنت والجماعت، یعنی اہل حدیث ہی ہیں، جو کہ ہر حال میں آپ ﷺ کی احادیث پر عمل کرنے پر متفق ہیں، نیز صحابہ کرام کے تعامل اور اجماع کو اپنانے پر بھی مجتمع ہیں۔ انہوں نے تحریف وتبدل کے ذریعے نہ کوئی بدعت اختیار کی ہے اور نہ فاسد آراء کے ذریعے دین میں کوئی تبدیلی کی ہے۔“

(مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح :278/1)